مؤلف

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ ومجاز

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خانقاہ: اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)

عذاب قبر

اور

احوال برزخ و دوزخ

﴿مرتب﴾

حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ و مجاز بیعت

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی صاحب علیہ الرحمۃ

خلیفہ و مجاز: حاذق الامت حضرت مولانا ذکی الدین صاحب پرنامبٹی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ و مجاز: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ و مجاز: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

ناشر: خانقاہ اشرفیہ و مکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ بہار

مخلص اور طالب حق کو طباعت کی اجازت ہے

اگر کوئی نیکی کا طالب اردو کے علاوہ دوسری زبانوں میں اس کتاب کو منتقل کرنا چاہے تو اجازت ہے۔

نام کتاب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ عذاب قبر اور احوال برزخ ودوزخ

مرتب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔حضرت مولانا محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

کمپیوٹر وکتابت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔عبداللہ علاء الدین قاسمی

صفحات۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔113

تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

قیمت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ :Rs

ملنے کے پتے

☆ قاری عبدالعلاّم صاحب، C-178 تیسری منزل نزد چاند مسجد پُرانی سیما پوری (دہلی-95)

☆ حاجی عبدالغنی صاحب، A-330 نزد مرکزی جامع مسجد پُرانی سیما پوری (دہلی-95)

☆ قاری مطیع الرّحمٰن صاحب، اتوار بازار، نزد مدینہ مسجد، اگر نگر مبارک پور، (نئی دہلی)

☆ محمد اسلم وحافظ عبدالعزیز صاحب، چمن جنرل اسٹور 1981 گلی قاسم جان بازار لال کنواں، نزد ہمدرد دواخانہ (دہلی-6)

☆ خانقاہ اشرفیہ ومکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ بہار

KHANQUAH E ASHRAFIA

Maktaba Rahmat E Alam

فہرست مضامین

عناوین | صفحات

☆☆☆☆☆

مقدمہ

کچھ عرصہ قبل راقم سطور نے ایک کتاب ''جنت کے حسین محلات اور لذیذ ونفیس نعمتیں'' مرتب کی تھی جس کو قارئین اور اہل علم کے حلقوں میں ذوق وشوق کے ساتھ پڑھا گیا اور اہل فکر ونظر نے بے حد پسند کیا، اس کے بعد مسلسل یہ فکر دامن گیر رہی کہ عذاب قبر، احوال برزخ اور دوزخ کے حوالہ سے بھی کچھ مفید مضامین شائقین علم اور تشنگان معرفت وہدایت کے لئے پیش کردئے جائیں تا کہ فکر آخرت اور ذکر عقبیٰ کے سفر حقیقی کی منزلیں طے کرنے میں سالکین کو مدد مل جائے۔

عذاب قبر حق ہے، ہر مسلمان کا یہ عقیدہ ہے کہ موت کے بعد لحد کی آغوش میں جب بندہ پہنچتا ہے تو کافر وفاسق اور مومن صالح وغیر صالح، سب کو قبر میں ان فرشتوں کا سامنا کرنا پڑے گا جو مردوں سے ان کے اعمال کے سلسلہ میں سوال کرنے پر مامور ہیں۔

قبر سے ہی آخرت کا سفر شروع ہوجاتا ہے، سعادتمند ہے وہ شخص جو یہاں پاس ہوجائے اور محروم ہے وہ انسان جو یہاں فیل ہوجائے، اسی لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: قبر آخرت کی منزلوں میں سے پہلی منزل ہے، جو یہاں نجات پا گیا آگے بھی نجات سے ہمکنار ہوگا، اور جو یہاں نجات سے محروم رہا آگے بھی خسارہ در خسارہ اس کے لئے مقدر ہے۔

اسی طرح جہنم کا عذاب بھی برحق ہے، کافروں، منکروں اور عاصیوں و خاطیوں کو اس سے دوچار ہونا پڑے گا، قرآن پاک نے صاف لفظوں میں بیان کر دیا ہے۔

إِنَّ الْمُجْرِمِيْنَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُوْنَ۔ (سورۃ الزخرف)

بلاشبہ مجرموں کو عذاب جہنم میں رہنا پڑے گا۔ اور ایک جگہ تو سورہ مریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِنَّ مِّنكُمْ إِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلَىٰ رَبِّكَ حَتْمًا مَّقْضِيًّا۔

تم میں سے ہر شخص کو جہنم کی پشت پر سے گزرنا ہی ہوگا یہ خدا کا طے شدہ فیصلہ ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

ثُمَّ نُنَجِّي الَّذِيْنَ اتَّقَوْا وَّنَذَرُ الظّٰلِمِيْنَ فِيْهَا جِثِيًّا۔

ہم اہل تقویٰ کو جہنم میں گرنے سے بچالیں گے اور ظالموں کو اس میں اوندھے منہ گرادیں گے۔

اس آیت میں واضح طور پر بیان کر دیا گیا ہے کہ نیک مومنین عذاب جہنم سے نجات پائیں گے اور جنہوں نے اپنے اوپر ظلم کیا ہے خواہ مسلمان ہو یا کافر، عارضی اور دائمی عذاب جہنم میں گرفتار ہوں گے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو جہنم کے دردناک عذاب سے محفوظ فرمائے آمین۔

اگر آپ کو گناہوں سے بچنا ہے تو روزانہ کم از کم پانچ منٹ اور زیادہ سے زیادہ پندرہ منٹ عذاب قبر اور عذاب جہنم کا مراقبہ کریں، ان شاءاللہ چند دنوں میں معصیتوں سے بچنے کی طاقت و ہمت، دنیا سے بے رغبتی، خوف خدا اور آخرت کا دھیان نصیب ہونا شروع ہو جائے گا۔

عذاب قبر اور عذاب دوزخ سے متعلق قرآن و حدیث میں طرح طرح کے مضامین اور جگہ جگہ ان کے تذکرے موجود ہیں، ناچیز نے صرف چند مضامین کے اخذ ونقل پر اکتفا کیا ہے، تاکہ قارئین کے دلوں میں پہلے رغبت و جستجو پیدا ہو جائے، پھر آپ ہی مفصل نظر و تحقیق کے لئے آمادگی ہو جائے گی۔

اللہ تعالیٰ اس حقیر کاوش کو قبول فرما کر فلاح دارین عطا فرمائے آمین۔

(حضرت مولانا) **محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی**
خانقاہ اشرفیہ و مکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)
۳/ ذی الحجہ ۱۴۴۳ھ بروز اتوار
بمطابق ۳ جولائی ۲۰۲۲ء

موت و حیات کی حقیقت

جسم میں روح کے داخل ہونے کا نام زندگی ہے، اور روح کے جسم سے جدا ہو جانے کا نام موت ہے۔ (از: علاء الدین قاسمی)

ہر ذی روح کو موت کا مزہ چکھنا ہے

ہر انسان کو موت آنی ہے، ہر ذی روح کو موت کا مزا چکھنا ہے، انبیاء کرام علیہم السلام پر بھی موت کا آنا حق ہے۔

اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سمیت تمام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی موت آئی، البتہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان سے نازل ہونے کے بعد مقرر وقت پر موت آئے گی۔ (بخاری و مسلم و ابن حبان)

قبر کا مفہوم

قبر اسی زمینی گڑھے کا نام ہے جس میں انسان دفن کیا جاتا ہے، یہی اس کا حقیقی معنیٰ ہے، البتہ قبر اسی زمینی حصے کے ساتھ خاص نہیں، بلکہ جہاں میت یا میت کے اجزا اور ذرات ہوں وہی اس کی قبر ہے، خواہ وہ زمینی گڑھا ہو یا سمندر کا پانی ہو یا جانور کا پیٹ ہو یا جو بھی جگہ ہو۔ (از: مؤلف)

برزخ کا مفہوم

برزخ کا معنی ہے: پردہ۔ برزخ زمانے کا نام ہے، موت سے لے کر قیامت تک کا جو زمانہ ہے اس کو برزخ کہا جاتا ہے یعنی عالمِ برزخ۔

کیا قبر اور برزخ میں تعارض ہے؟

قبر مکان کا نام ہے جبکہ برزخ زمانے کا، اور مکان اور زمانے میں کبھی تعارض اور ٹکراؤ نہیں ہوا کرتا، اس لیے اگر کوئی مردہ قبر میں مدفون ہے تو وہ قبر میں بھی ہے اور برزخ میں بھی، اسی طرح انسان جب مرتا ہے تو وہ فوراً ابرزخ میں منتقل ہوجاتا ہے، تو دفنانے سے قبل جب وہ ہمارے سامنے رکھا ہوا ہوتا ہے تو وہ برزخ میں تو ہوتا ہے لیکن زمینی قبر میں ابھی تک موجود نہیں ہوتا۔ (موت قبر برزخ، ص/12)

آدمی کی موت آتے ہی عالمِ برزخ میں منتقل ہوجاتا ہے

انسان جب مرتا ہے تو وہ فوراً ابرزخ میں منتقل ہوجاتا ہے، چاہے وہ ہمارے سامنے رکھا ہوا ہو یا اس کے اعضا اور ذرات جہاں کہیں بھی ہوں۔ برزخ کے حالات کو اللہ نے انسانوں سے چھپا رکھا ہے، قرآن وحدیث میں قبر اور برزخ کے جو جو حالات مذکور ہیں ان کو ماننا ضروری ہے، ان پر ایمان لانا واجب ہے۔ (موت قبر برزخ، ص/12)

علین اور سجین کہاں ہیں؟

انسان جب وفات پا جائے تو نیک شخص کی روح علیین میں جبکہ بُرے شخص کی روح سجین میں چلی جاتی ہے، علیین جنت کا ایک مقام ہے اور سجین جہنم کا ایک مقام ہے جہاں بُری روحیں جاتی ہیں۔ (ابن کثیرؒ)

کیا عالمِ برزخ میں روح کا اپنے جسم سے تعلق ہوتا ہے

عالمِ برزخ میں روح کا اپنے جسم اور جسم کے ذرات کے ساتھ تعلق ضرور ہوتا ہے اور یہ تعلق قیامت تک رہتا ہے، اسی تعلق کو برزخی حیات یا قبر کی زندگی سے تعبیر کیا جاتا

ہے۔ یہ برزخی حیات ہر مسلمان بلکہ ایک کافر مشرک کو بھی حاصل ہوتی ہے، اس سے کوئی مستثنیٰ نہیں ہے، البتہ حضرات انبیائے کرام اور شہدائے عظام کو برزخ میں خصوصی حیات حاصل ہوتی ہے جس کا ذکر آگے آرہا ہے۔ (از: مؤلف)

عذابِ قبر روح اور جسم دونوں کو ہوتا ہے

اسی تعلق اور برزخی حیات کی وجہ سے روح پر گزرنے والی ہر اچھی اور بری کیفیت جسم کو بھی محسوس ہوتی ہے گویا کہ عالمِ برزخ کے عذاب وثواب میں روح اور جسم دونوں شریک ہوتے ہیں، یہی حق عقیدہ ہے۔ (عذاب قبر کی حقیقت، ص/ 65)

عذابِ قبر حق ہے

قبر و برزخ کا عذاب اور نعمتیں حق ہیں، ہر مسلمان کو اس پر ایمان لانا ضروری ہے۔

جس میت کو زمینی قبر نصیب نہ ہو تو اس کا عذاب بھی ثابت ہے

عذابِ قبر اسی زمینی گڑھے میں ہوتا ہے، البتہ جس کو یہ زمینی قبر نصیب نہ ہو تو جہاں جہاں مردہ یا اس کے ذرات ہوتے ہیں وہاں اس کو عذاب ہوتا ہے۔ (بخاری و مسلم شریف)

قبر اور برزخ میں روح کا اعادہ

قبر اور برزخ میں اس جسم کی طرف روح کا اعادہ ہوتا ہے، یعنی روح لوٹا دی جاتی ہے، اس کو اعادۂ روح کہتے ہیں، یہ احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ بعض کے نزدیک اس اعادہ روح کا مطلب باقاعدہ روح کا جسم میں داخل ہوجانا ہے جبکہ جمہور کے نزدیک اس اعادہ روح کا مطلب روح کا اپنے جسم کے ساتھ تعلق اور اتصال قائم ہوجانا ہے۔

سنن ابی داود میں ہے:

حَدَّثَنَا عُثْمَانُ بْنُ أَبِي شَيْبَةَ حَدَّثَنَا جَرِيرٌ وَحَدَّثَنَا هَنَّادُ بْنُ السَّرِيِّ حَدَّثَنَا أَبُو مُعَاوِيَةَ -وَهَذَا لَفْظُ هَنَّادٍ- عَنِ الأَعْمَشِ عَنِ الْمِنْهَالِ عَنْ زَاذَانَ عَنِ الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جَنَازَةِ رَجُلٍ مِنَ الأَنْصَارِ فَانْتَهَيْنَا إِلَى الْقَبْرِ وَلَمَّا يُلْحَدْ فَجَلَسَ رَسُولُ اللهِ ﷺ وَجَلَسْنَا حَوْلَهُ كَأَنَّمَا عَلَى رُءُوسِنَا الطَّيْرُ وَفِي يَدِهِ عُودٌ يَنْكُتُ بِهِ فِي الأَرْضِ فَرَفَعَ رَأْسَهُ فَقَالَ: اسْتَعِيذُوا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ مَرَّتَيْنِ أَوْ ثَلاَثًا -زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ هَا هُنَا- وَقَالَ: وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِهِمْ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ حِينَ يُقَالُ لَهُ: يَا هَذَا مَنْ رَبُّكَ وَمَا دِينُكَ وَمَنْ نَبِيُّكَ قَالَ هَنَّادٌ: قَالَ: وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ: رَبِّيَ اللهُ. فَيَقُولاَنِ لَهُ : مَا دِينُكَ فَيَقُولُ: دِينِي الإِسْلاَمُ. فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ قَالَ فَيَقُولُ: هُوَ رَسُولُ اللهِ ﷺ. فَيَقُولاَنِ : وَمَا يُدْرِيكَ فَيَقُولُ: قَرَأْتُ كِتَابَ اللهِ فَآمَنْتُ بِهِ وَصَدَّقْتُ. زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ : فَذَلِكَ قَوْلُ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ: يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِينَ آمَنُوا الآيَةَ. ثُمَّ اتَّفَقَا قَالَ:فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ قَدْ صَدَقَ عَبْدِي فَأَفْرِشُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى الْجَنَّةِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ الْجَنَّةِ قَالَ: فَيَأْتِيهِ مِنْ رَوْحِهَا وَطِيبِهَا. قَالَ: وَيُفْتَحُ لَهُ فِيهَا مَدَّ بَصَرِهِ. قَالَ:وَإِنَّ الْكَافِر . فَذَكَرَ مَوْتَهُ قَالَ: وَتُعَادُ رُوحُهُ فِي جَسَدِهِ وَيَأْتِيهِ مَلَكَانِ فَيُجْلِسَانِهِ فَيَقُولاَنِ: مَنْ رَبُّكَ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ هَاهْ لاَ أَدْرِي.فَيَقُولاَنِ لَهُ: مَا دِينُكَ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لاَ أَدْرِي. فَيَقُولاَنِ: مَا هَذَا الرَّجُلُ الَّذِي بُعِثَ فِيكُمْ فَيَقُولُ: هَاهْ هَاهْ لاَ أَدْرِي. فَيُنَادِي مُنَادٍ مِنَ السَّمَاءِ: أَنْ كَذَبَ فَأَفْرِشُوهُ مِنَ النَّارِ وَأَلْبِسُوهُ مِنَ النَّارِ

وَافْتَحُوا لَهُ بَابًا إِلَى النَّارِ. قَالَ : فَيَأْتِيهِ مِنْ حَرِّهَا وَسَمُومِهَا. قَالَ : وَيُضَيَّقُ عَلَيْهِ قَبْرُهُ حَتَّى تَخْتَلِفَ فِيهِ أَضْلَاعُهُ. زَادَ فِي حَدِيثِ جَرِيرٍ قَالَ: ثُمَّ يُقَيَّضُ لَهُ أَعْمَى أَبْكَمُ مَعَهُ مِرْزَبَّةٌ مِنْ حَدِيدٍ لَوْ ضُرِبَ بِهَا جَبَلٌ لَصَارَ تُرَابًا. قَالَ: فَيَضْرِبُهُ بِهَا ضَرْبَةً يَسْمَعُهَا مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ إِلَّا الثَّقَلَيْنِ فَيَصِيرُ تُرَابًا. قَالَ: ثُمَّ تُعَادُ فِيهِ الرُّوحُ۔ (سنن ابی داؤد)

قبر میں جسم کا خاک میں مل جانا

قبر میں عام انسان مٹی میں مل جاتا ہے، ذرات کی شکل میں تبدیل ہوجاتا ہے، ان ذرات کے ساتھ بھی روح کا تعلق ہوتا ہے اور یہ تا قیامت رہتا ہے، البتہ بعض خوش نصیب مسلمان ایسے بھی ہوتے ہیں جن کا جسم خاک ہونے سے محفوظ رہتا ہے، جیسے انبیاء کرام اور شہدا۔

شہداء اور انبیا علیہم السلام کے اجسام

شہیدوں کی روح کا تعلق اپنے جسم کے ساتھ عام مسلمانوں کی بنسبت زیادہ مضبوط ہوتا ہے جس کی وجہ سے ان کو برزخ میں ایک خصوصی حیات حاصل ہوتی ہے، اس لیے ان کا جسم مٹی نہیں ہوتا اور وہ طرح طرح کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے ہیں، البتہ ان کی اس برزخی حیات پر دنیوی احکام جاری نہیں ہوتے بلکہ ان کی میراث بھی تقسیم ہوتی ہے، ان کی بیویاں بھی بیوہ ہوجاتی ہیں جس کی وجہ سے کسی اور کے ساتھ ان کا نکاح بھی درست ہوا کرتا ہے۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام کی ارواحِ مقدسہ کا تعلق اپنے مبارک جسموں کے ساتھ سب سے زیادہ مضبوط اور قوی ہوتا ہے، جس کی وجہ سے ان کو

عالَمِ برزخ میں شہدا سے بھی بڑھ کر ایک خاص زندگی عطا ہوتی ہے۔ حضرت انبیا کرام کی یہ حیاتِ برزخی عام انسانوں، مسلمانوں حتی کہ شہدا کی برزخی حیات کی طرح نہیں ہوتی بلکہ ان سے بڑھ کر ہوتی ہے، اور اسی امتیازی حیات کا اثر ہے کہ دنیوی زندگی کے بعض احکام حضرات انبیاء کرام علیہم السلام پر وفات کے بعد بھی جاری ہوتے ہیں جیسا کہ ان کی ازواج مطہرات سے نکاح کا جائز نہ ہونا، نبی کی میراث کا تقسیم نہ ہونا، اور قبر مبارک میں نماز ادا کرنا، قبر مبارک کے پاس سلام کہنے والے کا سلام سننا وغیرہ۔

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات برزخی سے متعلق عقیدہ

تمام انبیاء کرام اور خصوصًا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، اور یہ زندگی انھی دنیاوی جسموں میں حاصل ہے، یہ زندگی دنیاوی بھی ہے اور برزخی بھی، دنیاوی تو اس معنی میں ہے کہ اسی دنیاوی جسم میں حاصل ہے اور دنیوی زندگی کے مشابہ ہے حتی کہ بعض دنیوی احکام بھی اس حیاتِ برزخی پر جاری ہوتے ہیں، اور ان کی یہ حیات برزخی اس طور پر ہے کہ یہ برزخ میں حاصل ہے۔

انبیاء کرام اپنی قبروں میں نماز بھی پڑھتے ہیں، البتہ یہ نماز کسی شرعی پابندی کے طور پر نہیں بلکہ لذت و سرور کے طور پر ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک کے پاس جو شخص درود پڑھتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کو خود سنتے ہیں، اور جواب عنایت فرماتے ہیں، اور جو شخص دور سے درود پڑھتا ہے تو فرشتوں کے ذریعے ان تک پہنچایا جاتا ہے۔

المہند علی المفند'' جو کہ اکابر دیوبند کی متفقہ کتاب ہے اس کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ہمارے اور ہمارے مشائخ کے نزدیک حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں، اور آپ کی یہ حیات دنیا کی سی ہے، البتہ وہ شرعی احکام کے مکلف نہیں ہیں۔ اور یہ حیات مخصوص ہے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، تمام انبیاء علیہم السلام اور شہداء کے ساتھ۔ ان کی یہ حیات ایسی برزخی نہیں ہے جو کہ تمام مسلمانوں بلکہ تمام انسانوں کو بھی حاصل ہے۔

پس اس سے ثابت ہوا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات دنیوی بھی ہے اور برزخی بھی، برزخی اس طور پر ہے کہ یہ عالم برزخ میں حاصل ہے۔

اس عقیدہ کی وضاحت ماقبل میں تفصیل سے بیان ہو چکی ہے، اور اس پہلے خط کشیدہ جملے کا مطلب بھی ماقبل میں واضح ہو چکا کہ یہاں حضرات انبیاء کرام کی حیات برزخی کی نفی نہیں ہو رہی بلکہ حضرات انبیاء وشہدا اور عام انسانوں کی حیاتِ برزخی میں فرق کرنا مقصود ہے کہ جو حیاتِ برزخی حضرات انبیاء وشہدا کو حاصل ہے اسی طرح عام مسلمانوں اور عام انسانوں کو حاصل نہیں، بلکہ اس سے بڑھ کر حاصل ہے۔ اور حضرات انبیا کرام کی حیات برزخی کی نفی نہ ہونے کی دلیل وہ آخری خط کشیدہ جملہ بھی ہے جس میں حیات برزخی کا ذکر ہے۔ (مسند احمد)

قبر کی ہولنا کی

علامہ بدیع الزمان چھٹی صدی ہجری کے مشہور عالم وادیب تھے ایک دفعہ بیماری کے عالم میں ان پر سکتا طاری ہوا لوگ سمجھے کہ انتقال کر گئے اسلئے ان کی تکفین وتجہیز کر دی گئی اور انہیں دفن کر دیا حلانکہ آپ زندہ تھے قبر میں جب ہوش آیا تو چیخ پڑے

لوگوں نے قبر کو دوبارہ کھولا آپ نے داڑھی ہاتھ سے پکڑ رکھی تھی اور قبر کی ہولناک کی وجہ سے انتقال فرما گئے۔ (وفیات الاعیان ج،ص ١٢٨)

روزوں کے سبب قبر سے مشک کی خوشبو

حضرت قتادہ کے استاذ حدیث حضرت عبداللہ بن غالب رحمۃ اللہ علیہ شہید کر دیئے گئے، تدفین کے بعد ان کی قبر شریف کی مٹی سے مشک کی خوشبو آتی تھی، کسی نے خواب میں دیکھ کر پوچھا آپ کے ساتھ کیا معاملہ فرمایا گیا؟ کہا اچھا معاملہ فرمایا گیا، پوچھا آپ کو کہاں لے جایا گیا؟ کہا جنت میں۔ پوچھا کون سے عمل کے باعث؟ فرمایا ایمان کامل، تہجد اور گرمیوں کے روزوں کے سبب، پھر پوچھا آپ کی قبر سے مشک کی خوشبو کیوں آرہی تھی؟ تو جواب دیا کہ یہ میری تلاوت اور روزوں میں پیاس کی خوشبو ہے۔ (خطبات رمضان المبارک جلد سوم)

قبر میں سوال و جواب

قبر میں یہی عمل کام آتا ہے، اسی عمل کے نتیجہ میں بندہ فرشتوں کے سوال کا جواب دیتا ہے، صحیح بخاری کی روایت کے مطابق بندہ اگر نیک ہوتا ہے تو فرشتوں کے سوال کا جواب آسانی سے دے دیتا ہے اور قبر اس کیلئے تا حد نگاہ کشادہ کردی جاتی ہے۔ بندہ اگر برا ہوتا ہے تو فرشتوں کے سوال کے جواب میں کہتا ہے۔ لَآ اَدْرِیْ کُنْتُ اَقُوْلُ مَا یَقُوْلُ النَّاسُ ”مجھے کچھ پتہ نہیں میں تو وہی کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے“۔ چنانچہ اس سے کہا جاتا ہے ”نہ تم نے معلوم کیا اور نہ تم نے (قرآن) پڑھا۔ پھر اس کے کانوں کے درمیان لوہے

کے ہتھوڑوں سے اس قدر زور سے مارا جاتا ہے کہ اس سے اس کی ایسی چیخیں نکلتی ہیں کہ سوائے جن وانس کے باقی تمام مخلوقات سنتی ہیں۔ (بخاری باب ماجاء فی عذاب القبر)

عذاب قبر کا حال انسانوں کو معلوم نہیں ہوتا

ایک دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، بے شک مردوں کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جاتا ہے یہاں تک کہ چوپائے بھی ان کی آوازیں سنتے ہیں''۔ (صحیح الترغیب والترہیب)

قبر کے اسی عذاب سے بچنے کے لئے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی امت کو تیاری کرنے کا حکم دیا۔ حضرت براءؓ کہتے ہیں کہ ہم ایک جنازے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ قبر کے کنارے بیٹھے رو رہے تھے اور اتنا روئے کہ آنسوؤں سے آپ کے نیچے کی مٹی بھیگ گئی۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: يَا اِخْوَانِیْ لِمِثْلِ هٰذَا فَاعِدُّوْا۔ (ابن ماجہ/باب الحزن والبکاء)

میرے بھائیوں! اس کے طرح کے دنوں کیلئے تم بھی تیار رہو۔

سورہ کہف کی برکت سے قبر وسیع کردی جاتی ہے

حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی جائے قیام سے لے کر بیت اللہ شریف تک کا نور عطا فرمادیتے ہیں ممکن ہے کہ اس سے قبر کا نور اور قبر کی وسعت وکشادگی مراد ہو کہ اس کی قبر اتنی وسیع وکشادہ کردی جاتی ہے جتنی دور مکہ ہے۔

عَنْ اَبِی سَعِیْدِ الْخُدْرِیْ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْکَھْفِ فِی یَوْمِ الْجُمُعَةِ اَضَاءَ لَهُ مَنَ النُّوْرِ مَا بَیْنَهُ وَبَیْنَ الْبَیْتِ الْعَتِیْقِ۔

(اسنادہ صحیح موقوف اخرجہ الدارمی فی فضائل القرآن (۲/۵۴۶) حدیث رقم: ۳۴۰۷ والبیہقی فی سننہ الکبری ۳/ ۲۴۹ حدیث رقم: ۵۷۹۲ وفی شعب الایمان ۲/ ۴۷۴ حدیث رقم: ۲۴۴۴)

زمین سے آسمان تک نور ہی نور

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن سورۃ کہف کی تلاوت کرتا ہے تو من جانب اللہ اس شخص کو قدموں کے نیچے سے لیکر آسمان کی بلندیوں تک کا نور عطا کر دیا جاتا ہے جو قیامت کی اندھیریوں میں اس کے کام آئے گا اور گذشتہ جمعہ سے اس جمعہ تک کے سب گناہ (صغیرہ) معاف ہوجائیں گے۔

وَعَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صَلَّی اللهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْکَھْفِ فِی یَوْمِ الْجُمُعَةِ سَطَعَ لَهُ نُوْرٌ مِنْ تَحْتِ قَدَمِهِ اِلٰی عَنَانِ السَّمَآءِ یُضِیْءُ لَهُ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَغُفِرَ لَهُ مَا بَیْنَ الْجُمُعَتَیْنِ۔ (تفسیر ابن کثیر ۳/ ۹۲ بحوالہ ابن مردویۃ)

دھوکے باز کو عذاب قبر ہوگا

عبدالحمید ابن محمود مغولی کہتے ہیں کہ میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کی مجلس میں حاضر تھا، تو کچھ لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ ہم حج کے ارادے سے نکلے ہیں، جب ہم دار الصفاح (ایک مقام کا نام) پہنچے تو ہمارے ایک ساتھی کا انتقال ہوگیا، چنانچہ ہم نے اس کی تجہیز و تکفین کی، پھر قبر کھودنے کا ارادہ

کا، جب ہم قبر کھود چکے تو ہم نے دیکھا کہ ایک بڑے کالے ناگ نے پوری قبر کو گھیر رکھا ہے۔ اس کے بعد ہم نے دوسری جگہ قبر کھودی تو وہاں بھی وہی سانپ موجود تھا، اب ہم میت کو ویسے ہی چھوڑ کر آپ کی خدمت میں آئے ہیں کہ اب ہم کیا کریں؟ حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ سانپ اس کا وہ بدعمل ہے جس کا وہ عادی تھا، جاؤ اس سے اسی قبر میں دفن کردو، اللہ کی قسم اگر تم اس کے لئے پوری زمین کھود ڈالو گے پھر بھی وہ سانپ اس کی قبر میں پاؤ گے۔ بہرحال اسے اسی طرح دفن کردیا گیا۔ سفر سے واپسی پر لوگوں نے اس کی بیوی سے اس شخص کا عمل پوچھا تو اس نے بتایا کہ اس کا یہ معمول تھا کہ وہ غلہ بیچتا تھا اور روزانہ بوری میں سے گھر کا خرچ نکال کر اس میں اسی مقدار کا بھس ملا دیتا تھا۔ (گویا دھوکہ سے بھس کو اصل غلہ کی قیمت پر فروخت کرتا تھا۔ (بیہقی فی شعب الایمان بحوالہ شرح الصدور: ۲۳۹)

ابوجہل کو عذاب قبر ہو رہا ہے

حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ میں بدر کے قریب سے گزر رہا تھا میں نے اچانک دیکھا کہ ایک شخص زمین سے نکلا جس کی گردن میں ایک زنجیر ہے اور اس کے ایک سرے کو ایک کالے شخص نے تھام رکھا ہے، وہ نکلنے والا آدمی مجھ سے خطاب کر کے پانی مانگنے لگا مگر کالے شخص نے فوراً کہا کہ اسے پانی مت پلانا یہ کافر ہے پھر اسے کھینچ کر زمین میں داخل کردیا، میں نے حضرت اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آ کر پورا قصہ بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا واقعی تم نے اسے دیکھا ہے یہ اللہ کا دشمن ابوجہل تھا قیامت تک اس کو یہی عذاب ہوتا رہے گا۔ (التذکرہ: ۱۵۴، شرح الصدور)

خلوت کے گناہوں کی وجہ سے قبر کا عذاب

ابراہیم الخواص رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ میں قبروں کے پاس بہت زیادہ جایا کرتا تھا، ایک دن ایک قبر کے پاس بیٹھا، تو نیند لگ گئی، میں نے ایک کہنے والے کو سنا کہ کہتا ہے کہ زنجیر لو اور اس کو اس میں داخل کرو اور نچلے حصے سے اس کو باہر نکالو اور میت کہتی ہے کہ اے رب! کیا میں قرآن نہیں پڑھتا تھا، کیا میں نماز نہیں پڑھتا تھا؟ کیا میں نے حج نہیں کیا تھا؟ اس کے جواب میں ایک کہنے والا کہتا ہے کہ ہاں! لیکن جب تو خلوت وتنہائی میں ہوتا، تو گناہ کرتے ہوئے میرا خیال ومراقبہ نہیں کرتا تھا۔ (الزهر الفاتح لابن الجوزي:۸)

عذابِ قبر احادیث میں

قرآن کے بعد حدیثِ رسول کو لیجیے۔ احادیث میں بھی عذاب قبر کا ذکر آیا ہے اور پوری وضاحت وصراحت سے آیا ہے اور بے شمار حدیثوں میں آیا ہے، ان میں سے بہت سی احادیث صحیح ہیں اور بعض ''بخاري'' اور ''مسلم'' میں موجود ہیں، یہاں تمام کا احاطہ کرنے کی گنجائش نہیں ہے اور نہ اس کی ضرورت ہے، صرف چند احادیث کو منتخب کر کے پیش کیا جاتا ہے۔

عذابِ قبر کے سلسلے میں تین قسم کی احادیث آئی ہیں:

ایک وہ جن میں مطلق عذابِ قبر کا ذکر ہے اور دوسرے وہ جن میں بعض خاص عذابات بتائے گئے ہیں اور تیسرے وہ جن میں اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عذابِ قبر سے پناہ مانگنا، یا اس سے پناہ مانگنے کا حکم مذکور ہے۔ ہم تینوں قسم کی چند حدیثوں کو الگ الگ بیان کرتے ہیں۔

مطلق عذاب قبر کی حدیثیں:

(۱) عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ يَهُوْدِيَّةً دَخَلَتْ عَلَيْهَا فَذَكَرَتْ عَذَابَ الْقَبْرِ، فَقَالَتْ لَهَا اَعَاذَكِ اللهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَسَأَلَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم عَنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَقَالَ: نَعَمْ عَذَابُ الْقَبْرِ حَقٌّ، قَالَتْ عَائِشَةُ رضی اللہ عنہا: فَمَارَأَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم بَعْدُ صَلّٰى صَلٰوةً اِلَّا تَعَوَّذَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (البخاري:۱/ ۱۸۳، مشکوۃ:۲۵)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ ایک یہودی عورت ان کے پاس آئی اور اس نے عذاب قبر کا ذکر کیا اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں عذاب قبر سے بچائے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ انہوں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عذاب قبر کی بابت پوچھا، آپ نے فرمایا ہاں! عذابِ قبر برحق ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ پھر اس کے بعد میں نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ ہر نماز کے بعد عذابِ قبر سے پناہ مانگتے تھے۔

(۲) عَنْ اَسْمَاءَ بِنْتِ اَبِيْ بَكْرٍ رضی اللہ عنہا تَقُوْلُ: قَامَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم خَطِيْبًا فَذَكَرَ فِتْنَةَ الْقَبْرِ الَّتِيْ يُفْتَتِنُ فِيْهَا الْمَرْأُ فَلَمَّا ذَكَرَ ذٰلِكَ ضَجَّ الْمُسْلِمُوْنَ ضَجَّةً۔" (البخاري:۱/ ۱۸۳، نسائی:۲۰۳۵)

(حضرت اسماء بنت ابوبکر رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ دیتے ہوئے کھڑے ہوئے اور آپ نے قبر کے فتنہ کا ذکر کیا، جس میں انسان کی آزمائش کی جاتی ہے، آپ نے اس کو ذکر کیا تو مسلمان (خوف سے) چیخنے لگے۔

(۳) حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ سے ایک لمبی حدیث میں آیا ہے کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک جگہ چار، پانچ، یا چھ قبریں دیکھیں، تو فرمایا کہ تم میں سے ان قبر والوں کو کون جانتا ہے؟ ایک شخص نے عرض کیا کہ میں جانتا ہوں، آپ نے دریافت فرمایا کہ یہ لوگ کب مرے ہیں؟ اس نے بتایا کہ حالت شرک میں مرے ہیں، آپ نے فرمایا: إِنَّ هٰذِهِ الْأُمَّةَ تُبْتَلٰى فِيْ قُبُوْرِهَا فَلَوْلَا أَنْ لَا تَدَافَنُوْا لَدَعَوْتُ اللهَ أَنْ يُسْمِعَكُمْ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ الَّذِيْ أَسْمَعُ مِنْهُ. ثُمَّ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهٖ قَالَ: تَعَوَّذُوْا بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ، فَقَالُوْا: نَعُوْذُ بِاللهِ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (مسلم: ۲/۳۸۶، مسند احمد: ۲۰۶۷۱)

یہ امت اپنی قبروں میں آزمائش میں مبتلا ہے، پس اگر (مجھے یہ خوف نہ ہوتا کہ) تم دفن کرنا چھوڑ دو گے، تو میں اللہ سے دعا کرتا کہ وہ تم کو عذابِ قبر سنائے، جس کو میں سنتا ہوں۔ پھر آپ ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ سے عذابِ قبر سے پناہ مانگو، صحابہ نے کہا کہ ہم عذاب قبر سے پناہ مانگتے ہیں۔

(۴) عَنْ أَبِيْ أَيُّوْب رضی اللہ عنه قَالَ: خَرَجَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیه وسلم وَقَدْ وَجَبَتِ الشَّمْسُ، فَسَمِعَ صَوْتاً، فَقَالَ: يَهُوْدُ تُعَذَّبُ فِيْ قُبُوْرِهَا۔

(البخاري: ۱/ ۱۸۴، مسلم: ۲/ ۳۸۶، نسائي: ۲۰۳۲، احمد: ۲۲۴۳۸)

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ غروب آفتاب کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کسی ضرورت سے) باہر نکلے، تو آپ نے ایک آواز سنی، آپ نے فرمایا کہ یہودیوں کو اپنی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔

عذاب قبر اور اجماع اہل السنت والجماعت

قرآن وحدیث کے بعد تیسری قطعی دلیل جو عذاب قبر کی حقیت پر دلالت کرتی

ہے وہ اہل السنت والجماعت کا اس پر اجماع ہے۔ چنانچہ تمام اہل سنت علماء کی کتابوں میں بطور ایک مسلمہ عقیدے کے اسکا ذکر ملتا ہے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ''فقہ اکبر'' میں فرمایا کہ:

ضُغطَة القبر حقٌّ وعذابُه حقٌّ كائنٌ للكفار كلّهم أجمعين ولبعض المسلمين۔

قبر کا تنگ ہونا حق ہے اور قبر کا عذاب حق ہے، جو تمام کفار اور بعض مسلمانوں کو ہوگا۔ (شرحِ فقہ اکبر: ۱۲۲)

امام طحاوی رحمہ اللہ جو ایک بلند پایہ محدث وفقیہ اور متکلم تھے، انہوں نے ''العقیدۃ الطحاویۃ'' میں فرمایا:

ونُؤمِنُ بِعَذَابِ القَبرِ ونعيمِه لِمَن كان لذلك أهلاً وبِسُوَال مُنكَر ونَكير لمَيِّت في قبرِه۔''

ہم قبر کے عذاب اور قبر کی راحت پر اس کے لیے جو اس کا اہل ہو، اور قبر میں میت سے منکر ونکیر کے سوال پر ایمان رکھتے ہیں۔ (العقیدۃ الطحاویۃ: ۱۱۲)

علامہ ابن تیمیہ رحمہ اللہ الحرانی اپنی معروف کتاب ''العقیدۃ الواسطیۃ'' میں فرماتے ہیں: ومن الإيمان باليوم الآخر: الإيمان بكل ما أخبره به النبي صلى الله عليه وسلم مما يكون بعد الموت، فيُؤمِنُون بفتنة القبر وبعذاب القبر۔''

آخرت کے دن پر ایمان میں سے ان تمام باتوں پر ایمان لانا بھی ہے جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے موت کے بعد ہونے کے متعلق خبر دی ہے، لہٰذا وہ حضرات (یعنی اہل سنت) قبر کی آزمائش اور قبر کے عذاب پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ (العقیدۃ الواسطیۃ: ۱۷)

عذابِ قبر کا منکر گمراہ ہے

جب قرآن، حدیث متواترۃ المعنی اور اجماع اہل سنت سے عذاب قبر کا ثبوت ہوگیا اور یہ بھی واضح ہوگیا کہ اس کا انکار کرنے والے صرف وہ لوگ ہیں، جن کو گمراہ قرار دیا گیا ہے، جیسے شیعہ، خوارج، معتزلہ، اور مرجیہ وغیرہ، تو اب اس میں کیا کسی شبہ کی گنجائش ہے کہ عذاب قبر کا منکر گمراہ و بددین ہے؟ چناں چہ حضراتِ علما نے عذابِ قبر کے انکار کرنے والے کو گمراہ و گمراہ کن قرار دیا ہے۔

علامہ ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مروزی رحمہ اللہ نے کہا کہ امام ابوعبداللہ (احمد ابن حنبل رحمہ اللہ) نے فرمایا کہ عذاب قبر حق ہے، اس کا انکار صرف وہ کرتا ہے جو گمراہ ہو یا گمراہ کرنے والا ہو۔'' (کتاب الروح:۵۷)

معلوم ہوا کہ عذاب قبر کا ماننا ایمانیات میں سے ہے اور اس کا انکار گمراہی و بددینی کی بات ہے۔

قبر میں فرشتوں کے سوالات

حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب بندے کو دفن کیا جاتا ہے، دو فرشتے جن میں سے ایک کا نام منکر اور دوسرے کا نام نکیر ہوگا اللہ کی طرف سے آتے ہیں، ان فرشتوں کی حالت بڑی خطرناک قسم کی ہوتی ہے، ان کی شکلیں اور صورتیں آدمی دیکھے تو گھبرا جائے، کالی رنگت اور آنکھیں نیلی، کس قدر ڈراؤنی شکل ہوگی!! آواز ان کی بڑی گرج دار ہوتی ہے، ہاتھ میں ان

کے گُرز ہوتے ہیں، وہ ان کو لے کر آتے ہیں اور آدمی سے سوال کرتے ہیں۔ وہ سوال کیا ہوتا ہے؟ ''مَنْ رَّبُّكَ'' ؟ تیرا رب کون ہے؟ دوسرا سوال یہ ہوگا ''مَا دِيْنُكَ'' ؟ تیرا دین کیا ہے؟ اور تیسرا سوال ہوگا ''مَنْ هٰذَا الرَّجُلُ الَّذِيْ بُعِثَ فِيْكُمْ ؟ یہ آدمی کون ہے، جو تم میں بھیجا گیا تھا؟ ان کو پہنچانتے بھی ہو یا نہیں؟ مؤمن اس کو صحیح صحیح جواب دے دے گا ، فرشتے کہیں گے کہ ہم جانتے تھے، تو تو ایسا ہی جواب دیے گا؛ پھر آسمان سے ایک منادی آواز دے گا کہ میرے بندے نے سچ کہا، اس کے لیے جنت کا بچھونا لگاؤ اور جنت کا اس کو لباس پہناؤ اور جنت کی جانب دروازہ کھول دو؛ نیز اس کے لیے تا حدِ نظر قبر کو وسیع کر دیا جائے گا۔ جب اس کے لیے یہ سب انتظامات ہوں گے، تو وہ آدمی خوشی میں کہہ اُٹھے گا کہ میں اپنے گھر والوں کے پاس جا کر ان کو ان باتوں کی خبر دینا چاہتا ہوں ؛ مگر فرشتے اس سے یہ کہیں گے کہ ''نَمْ كَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ'' کہ دلہے یا دلہن کی طرح سو جا) اب تجھے اللہ کے سوا کوئی نہیں جگائے گا اور اگر وہ مرنے والا کافر یا منافق ہوگا، تو جواب میں ہائے ہائے کہے گا اور کہے گا کہ میں کچھ نہیں جانتا، لوگ جو کہتے تھے میں بھی وہی الٹی سیدھی کہہ دیا کرتا تھا۔ آسمان سے آواز آئے گی کہ اس نے جھوٹ کہا ہے اس کو جہنم کا لباس پہناؤ اور آگ کا بچھونا لگا دو اور دوزخ کی طرف دروازہ کھول دو؛ نیز اس کے لیے قبر کو اس قدر تنگ کر دیا جائے گا کہ اس کی ایک جانب کی پسلیاں دوسری جانب کی پسلیوں میں گھس جائیں گی۔ (مسند أحمد: ۴/ ۲۶۷، مصنف ابن أبي شيبة: ۳/ ۵۴)

غور کرو! قبر کی منزل کس قدر قابلِ عبرت ہے؟ اگر ایمان و عمل ہوگا تو اس کے لیے قبر جنت ہے، ورنہ قبر جہنم ہے۔

قبر میں ساتھ کوئی نہیں آئے گا

قبر میں کون ساتھ آئے گا ؟ نہ باپ آئے گا، نہ بیٹا آئے گا، سارے لوگ قبر پر آ کر دفن کر کے چلے جائیں گے، دنیا میں بہت چاہنے والے تھے، بہت دوست تھے؛ لیکن وہاں اپنی دوستی کا اظہار کرتے ہوئے کوئی نہیں کہے گا کہ میرا دوست مر کے قبر میں جا رہا ہے، میں بھی اس کے ساتھ جا کر سو جاؤں گا، بیوی شوہر کے ساتھ نہیں جائے گی، شوہر بیوی کے ساتھ نہیں جائے گا، ماں بہت محبت کرتی تھی؛ لیکن مرنے کے بعد بچے کو ہاتھ بھی نہیں لگاتی ہے، ڈر کے بھاگ جاتی ہے، اس طرح ماں باپ تک دور ہو جاتے ہیں، کوئی قبر میں ساتھ نہیں آتا، جیسے ائیرپورٹ (AIRPORT) پر بھی ہوتا ہے کہ پہنچانے والے آتے ہیں، تو بس وہیں سے رخصت ہو جاتے ہیں، اندر کون جائے گا؟ کوئی نہیں، سب باہر باہر سے رخصت ہو جاتے ہیں، اب اکیلے ہی چلے جانا ہے، اندر جو بھی حالات پیش آ جائیں، اس کو سنبھال لینا ہے اور رخصت ہونے والا بزبانِ حال یہ شعر پڑھتا ہے ۔

شکر یہ اے قبر تک پہنچانے والو ! شکر یہ
اب اکیلے ہی چلے جائیں گے اس منزل سے ہم

اللہ اکبر! کیا عجیب شعر ہے؟ قبر میں جانے والا بول رہا ہے، پہنچانے والوں کو، جو اٹھا کر لائے ہیں، دفن کر چکے ہیں، اب ان سے کہتا ہے کہ اب آگے کسی کے آنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کسی کو الاؤ (Allow) نہیں ہے، ہم اکیلے چلے جائیں گے۔

(فیضان معرفت جلد دوم)

قبر کی آواز

اس لیے قبر میں جانے کے لیے اپنے آپ کو خود ہی تیار کرنا ہے ، کہ تنہا مجھے جانا ہے، اس کے لیے ساری تیاریاں ابھی سے کرنی ہیں۔

ایک حدیث یاد آ گئی کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے تشریف لائے ، تو بعض صحابہ کو دیکھا کہ وہ ہنسی مذاق کر رہے ہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اگر تم کثرت کے ساتھ ''ہازم اللذات'' یعنی لذتوں کو ختم کر دینے والی چیز ''موت'' کو یاد کرو، تو وہ تم کو اس حرکت سے باز رکھے گی۔ پھر فرمایا کہ قبر روزانہ یہ کہتی ہے کہ میں اجنبیت کا مکان ہوں ، میں تنہائی کا مقام ہوں، میں مٹی کا مکان ہوں ، میں کیڑوں کا مکان ہوں۔ (ترمذي:۲۴۶۹)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ ایک بار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک جنازے میں شریک ہوئے ، صحابہ رضی اللہ عنہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھے، آپ قبر کے پاس بیٹھ گئے اور فرمایا کہ قبر روزانہ چیخ چیخ کر کہتی ہے کہ اے ابنِ آدم ! تو نے مجھے کیسے بھلا دیا ، کیا تو نہیں جانتا کہ میں تنہائی کا مکان ہوں ، اجنبیت کا مکان ہوں ، وحشت کا مکان ہوں، کیڑوں کا مکان ہوں اور تنگی کا مکان ہوں؟ (معجم أوسط طبراني :۸/۲۷۲)

اس تنہائی اور وحشت و دہشت کے گھر میں اور کیڑوں ، مکوڑوں ، سانپوں ، بچھوؤں کے گھر میں ایک نہ ایک دن ہمیں جانا ہے اور وہیں سونا ہے، معلوم نہیں کہ ہمارے ساتھ کیا کیا پیش آئے گا؟

نظیرآبادی ایک شاعرگزرے ہیں،انھوں نے ایک نقشہ کھینچا ہے۔

کئی بار ہم نے یہ دیکھا کہ جن کا
مشین بدن تھا ، مبیض کفن تھا
جو قبرِ کُہن ان کی اکھڑی ،تو دیکھا
نہ عضوِ بدن تھا نہ تارِ کفن تھا

کیا عجیب اورجاندارشعر ہے؟ اللہ اکبر!!اس لیے کچھ نہ کچھ موت کی فکر کرو، آخرت کی تیاری کرو، یہی آخرت کی تیاری ہمارے لیے اصل ہے۔

تین بھائیوں کا قصہ

حدیث میں آتا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک آدمی کے تین بھائی تھے ،ایک بڑا بھائی، ایک درمیانی اورایک اس سے چھوٹا۔ جب اس شخص کا انتقال ہونے لگا،تواس نے اپنے بڑے بھائی کو بلایا اور کہا کہ آپ میرے بڑے بھائی ہیں اورمیری موت کا وقت آ گیا ہے، میں یہ چاہتا ہوں کہ آپ میرے ساتھ ساتھ رہیں، میری قبر میں بھی آپ تشریف لائیں اور مجھ سے کبھی جدا نہ ہوں۔ وہ بڑا بھائی کہہ دے گا کہ میں تو یہ کام نہیں کرسکتا؛البتہ اتنا کرسکتا ہوں کہ جب تک تیری جان میں جان ہے، تیرے پاس بیٹھا رہوں گا؛لیکن جوں ہی تیری جان نکل جائے گی، پھر میرا اور تیرا کوئی رشتہ نہیں۔

وہ مرنے والا مایوس ہوکر اپنے دوسرے بھائی کو بلائے گا اور کہے گا کہ بھائی دیکھو!

آپ بھی میرے بھائی ہیں، آپ کا ہمارا دوستانہ رہا، ہم میں پیار محبت رہی اور ہم ایک دوسرے کے ساتھ مل کر زندگی بسر کرتے رہے، اب میری موت کا وقت آ گیا ہے، بہتر یہ ہے کہ آپ میرے ساتھ میری قبر میں بھی آ جائیں تاکہ وہاں بھی ساتھ ساتھ رہیں جیسے یہاں ساتھ ساتھ رہے۔ وہ کہے گا کہ ایسا تو ہو نہیں سکتا کہ میں تیرے ساتھ آ جاؤں، ہاں! اتنا کر سکتا ہوں کہ جب تک تیری جان میں جان ہے، تیرے پاس رہوں گا، جان نکل جائے، تو تجھے نہلاؤں گا، دُھلاؤں گا اور پھر اس کے بعد تجھ کو اٹھا کر لے جاؤں گا، قبر میں تجھ کو پہنچا کر اس کے بعد واپس آ جاؤں گا۔

وہ مایوس ہو کر تیسرے چھوٹے بھائی کو بلا کر کہے گا کہ میں نے تجھے مارا ہے، پیٹا ہے، تجھ پر چھوٹا ہونے کی وجہ سے ظلم بھی کیا ہے؛ لیکن اب میرا بڑا خراب وقت آ گیا ہے، میں مرنے جا رہا ہوں، میرا کوئی سہارا نہیں، اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تو میرے ساتھ ساتھ رہے اور تو میری قبر میں بھی میرے ساتھ آ جائے۔ تو یہ تیسرا بھائی کہے گا کہ ہاں! جب تک کہ روح تیری موجود ہے، دم میں دم موجود ہے، تب تک بھی میں تیرے ساتھ ہوں اور جب تو مر جائے گا تو نہلانے دھلانے میں، سب میں شریک رہوں گا اور جب قبر میں تجھے دفن کیا جائے گا، تو وہاں بھی تیرے ساتھ ساتھ آ جاؤں گا۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سنا کر صحابہ رضی اللہ عنہم سے پوچھا کیا تم کو سمجھ میں آیا کہ یہ تین بھائی کون تھے؟ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا: **"اللّٰہ ورسولہٗ أعلم"** (اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں) آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی کا پہلا بھائی اس سے مال و دولت مراد ہے، جب آدمی اس سے کہے گا کہ میرے ساتھ

قبر میں چل، تو مال و دولت یہ کہے گی کہ نہیں، نہیں! میں تو تیرے ساتھ نہیں آسکتی، ہاں جب تک تیری جان میں جان ہے، میں تیری ہوں اور جب جان نکل گئ تو تیرا، ہمارا کوئی رشتہ نہیں، روح نکلتے ہی مال تو کسی اور کا ہوجاتا ہے، دوسرے لوگ ہڑپ کرنے کو تیار بیٹھے رہتے ہیں؛ بلکہ ایسے واقعات بھی آج کل پیش آرہے ہیں کہ اِدھر روح قبض ہوئی اور اُدھر مال کے بارے میں جھگڑا شروع ہوگیا کہ مجھے ملے، تجھے ملے، تو یہ بڑا بھائی مال ہے۔ اور فرمایا کہ دوسرے بھائی سے مراد دراصل رشتہ دار ہیں، دوست احباب ہیں، یہ آدمی کے ساتھ اس وقت تک رہتے ہیں، جب تک کہ قبر میں اس کو دفن کیا جاتا ہے؛ لیکن قبر میں دفن ہوتے ہی سب کے سب واپس آجاتے ہیں۔ اور تیسرا چھوٹا بھائی کون ہے؟ فرمایا کہ تیسرے بھائی سے مراد اس کے اچھے یا بُرے اعمال ہیں۔ (کتاب الامثال للمحدث رامہرمزي)

ایک حدیث میں اسی مضمون کو اس طرح مختصر کر کے بیان فرمایا کہ میت کے ساتھ تین چیزیں جاتی ہیں، دو واپس لوٹ جاتی ہیں اور ایک اسی کے ساتھ باقی رہ جاتی ہے، اس کے اہل وعیال، اس کا مال اور اس کا عمل تین جاتے ہیں، اہل وعیال اور مال واپس چلے آتے ہیں اور عمل اس کے ساتھ رہ جاتا ہے۔ (ترمذي: ۲۳۷۹)

الغرض! قبر میں صرف اعمال ہی ہمارے ساتھ جائیں گے اور کوئی چیز ساتھ نہیں جائے گی، اس لیے قبر کے حالات ہمیشہ ہمارے سامنے ہونا چاہئے۔

خود کو سدھارنے کیلئے موت کا مراقبہ ہونا چاہیے!

اس لیے روزانہ تھوڑی دیر کے لیے موت کا مراقبہ کیا جائے، مراقبہ کس طرح

کریں؟ علمانے لکھا ہے کہ مراقبہ اس طرح کروکہ دس منٹ یا پندرہ منٹ کے لیے بیٹھ جاؤ سکون کے ساتھ اور خیال کروکہ میں مرگیا ہوں، میری روح نکل چکی ہے، اور مجھے لِٹا یا گیا ہے، سارے رشتہ دار میرے اِرد گرد جمع ہوگئے ہیں، رونے والے رورہے ہیں، ہنسنے والے ہنس رہے ہیں، میری موت پر خوشی منانے والے خوشی منارہے ہیں، بہت سوں کو دُکھ ودَرد ہورہا ہے، تو وہ چیخ، پکار کر رہے ہیں اور پھر مجھے نہلانے کو لے جایا جارہا ہے، میرے کپڑے اتارے جارہے ہیں، کفن پہنا یا جارہا ہے، جنازے کی نماز پڑھی جاری ہے، میرا جنازہ اٹھا کر لوگ مجھے قبرستان لے جارہے ہیں، پھر مجھے تنِ تنہا اندھیری قبر میں اُتار کر واپس چلے جارہے ہیں، پھر قبر میں سوال ہورہا ہے، پھر اللہ کے حضور میں پیشی ہورہی ہے، حساب وکتاب ہورہا ہے وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب ہوتا ہے کہ نہیں ہوتا؟ جی ہاں! یہ سب کچھ ہوتا ہے، اس کا مراقبہ کرتے رہنا چاہئے۔

ان چیزوں کا مراقبہ آدمی روزانہ کرے، یا کم ازکم دو چار دن کے بعد کرتا رہے؛ مگر بہت سارے لوگ موت کا مراقبہ کرنے سے ڈرتے ہیں، موت کے مراقبے سے کیا ڈر ہے؟ اس سے موت کی فکر، موت کی یاد پیدا ہوجائے گی اور آدمی اپنے آپ کو سنبھالنے، بنانے اور سُدھارنے میں آسانی محسوس کرے گا اور انشاء اللہ آدمی کے اندر ایک انقلاب پیدا ہوجائے گا اور وہ اپنی آخرت کی فکر وتیاری کرنے لگے گا۔ (از: علاء الدین قاسمی)

اللہ جس پر چاہتے ہیں احوال قبر کھول دیتے ہیں

اللہ تعالیٰ بعض مرتبہ اس دنیا کے اندر برزخ کے حالات کو ظاہر کردیتا ہے، لوگ کہتے ہیں کہ قبر میں کیا ہوتا ہے؟ اور بعض جاہل کہتے ہیں کہ ہم نے بعض قبروں کو کھود کر

دیکھا؛ مگر کچھ نہ نکلا؛ لیکن بھائیو! جب اللہ دکھانا چاہتا ہے، تب ہی ہم دیکھ سکتے ہیں، جب اللہ دکھانا نہیں چاہتا، آپ لاکھ کوشش کریں، نہیں دکھائی دے گا؛ کیوں کہ ان چیزوں کا دکھانا اور نہ دکھانا یہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ مگر ہم کو اللہ نہ دکھائے تو اس کا انکار کرنا درست نہیں؛ کیوں کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، جن سے زیادہ روئے زمین پر سچا کوئی نہیں اور نہ آئندہ کوئی ان سے زیادہ سچا انسان ہوسکتا ہے، انھوں نے ہم کو خبر دی کہ قبر میں حالات پیش آتے ہیں، اچھے بھی اور برے بھی، عذاب قبر بھی ہوتا ہے، ثواب قبر بھی ہوتا ہے، اچھوں کے لیے اچھے معاملات ہوتے ہیں، بروں کے لیے برے معاملات ہوتے ہیں، جب نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جیسے سچے انسان نے سچی روایات میں، صحیح احادیث میں ہم کو بتا دیا ہے، تو اس پر یقین کرنا ہمارا فرض ہے اور صرف اس بات پر ان باتوں کا جھٹلانا کہ ہم کو نظر نہیں آتا ہے، خلاف عقل ہے۔ آپ کیا کیا جھٹلائیں گے، اگر آپ کو نظر نہیں آتا ہے؟ خدا بھی تو نظر نہیں آتا، کیا خدا کو بھی جھٹلاؤ گے؟ جنت بھی تو نظر نہیں آتی، کیا جنت کا بھی انکار کرو گے؟ دوزخ بھی نظر نہیں آتی، کیا دوزخ کو بھی جھٹلاؤ گے؟ فرشتے بھی نظر نہیں آتے، کیا ان کا بھی انکار کرو گے؟ نہ معلوم کیا کیا چیزیں ہیں جو ہم کو نظر نہیں آتی؟ لیکن ان سب کو ماننا اس لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے یا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث صحیحہ اس سلسلے میں مروی ہیں، تو بہ ہر حال عذاب قبر ہوتا ہے۔

عذابِ قبر ذیل کی حرکتوں سے بھی ہوتا ہے

حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم گزر رہے تھے، دو قبریں تھی، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان دو قبر والوں پر عذاب قبر ہو رہا ہے، ایک پر اس لیے کہ وہ

پیشاب کے قطروں اور چھینٹوں سے حفاظت نہیں کرتا تھا اور دوسرے پر اس لیے کہ وہ چغلی کھایا کرتا تھا۔ (الصحیح للبخاري: ۲۰۹، الصحیح للمسلم: ۳۴۹)

آج لوگ کھڑے کھڑے پیشاب کر دیتے ہیں، فیشن بن گیا ہے، حفاظت نہیں کرتے، پاکی صفائی کا اہتمام نہیں کرتے، اسلام کے اندر سب سے اہم پاکی اور صفائی ہے، نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''الطُّهُورُ شَطْرَ الْإِيمَانِ'' پاکی آدھا ایمان ہے۔

(الصحیح للمسلم: ۳۲۸، الجامع للترمذي: ۳۴۳۹)

اور باقی آدھا ایمان دوسری چیزوں میں رکھا ہے، آپ پاک وصاف نہیں تو نماز نہیں پڑھ سکتے، آپ پاک وصاف نہیں تو خدا سے تعلق نہیں پیدا کر سکتے، اللہ سے تعلق کے لیے سب سے پہلے پاکی اور صفائی کی ضرورت ہے۔

دنیا کام کی جگہ ہے، قبر آرام کی جگہ ہے اور جنت آرام کی جگہ ہے

جو مؤمن ہوگا، جس کی زندگی اللہ کے احکامات کے مطابق ہوگی، جس کی تنہائیاں پاکیزہ ہوں گی، جو حیا والے، پاکدامن اور ایمان والے ہوں گے، اگر گناہ ہو چکے ہوں تو بھی سچی پکی توبہ کرنے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔ پھر ان کے ساتھ کیا معاملہ ہوگا؟

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میت کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے (یا یوں فرمایا: جب تم میں سے کسی کو قبر میں داخل کیا جاتا ہے۔ راوی کو الفاظ میں شک ہے، دونوں باتیں ٹھیک ہیں) تو بڑی ڈراؤنی شکل کے نیلی آنکھوں والے دو فرشتے آتے ہیں۔ ایک کو منکر اور دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ وہ

دونوں میت سے کہتے ہیں کہ اس آدمی کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مبارک صورت دکھا کر پوچھتے ہیں) پس وہ کہتا ہے کہ جو کہنا چاہیے کہ یہ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں۔ پھر وہ دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ ہمیں اندازہ تھا، ہمیں معلوم تھا کہ تم ایسا ہی کہو گے۔ پھر اس کی قبر کو ستر گز کشادہ کر دیا جاتا ہے، پھر اس کی قبر کو نور سے روشن کر دیا جاتا ہے، پھر اس سے کہا جاتا ہے کہ سو جاؤ۔ تو وہ جواب میں کہتا ہے کہ مجھے جانے دو تا کہ میں اپنے گھر والوں کو بتاؤں۔ دو دونوں فرشتے کہتے ہیں کہ دلہن کی طرح سو جاؤ کہ جسے صرف اس کا محبوب شوہر ہی جگاتا ہے، یہاں تک کہ اس بندے کو بھی اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے دن اس کی آرام گاہ (قبر سے) اٹھائیں گے۔ (سنن ترمذی: رقم 1071)

اس آدمی سے کہا جاتا ہے کہ آج تم آرام کر لو، سو جاؤ۔ تم دنیا کی تھکن کو اتار لو تا کہ قیامت کے دن fresh کھڑے ہو۔ چہرے تمہارے کھلتے ہوں گے، خوبصورت ہوں گے، چمکتے ہوں گے۔ یہ سچ ہے کہ دنیا کام کی جگہ ہے، قبر آرام کی جگہ ہے، اور جنت انعام کی جگہ۔ ہم سے سمجھنے میں کتنی بڑی غلطی ہوئی کہ ہم اس کا اُلٹ سمجھ بیٹھے ہیں۔ یہ دنیا آرام کی جگہ نہیں ہے۔ قبر میں وہی میٹھی نیند سوئے گا جو دنیا میں اچھے کام کرے گا۔

بیدار دلوں کو ہے قبر میں آرام
نیند بھر کر وہی سوئے گا جو کہ جاگا ہو گا

جو دنیا میں اللہ کے لیے جاگ لے گا، قبر میں پھر میٹھی نیند سوئے گا۔ فرشتے اس سے کہیں گے کہ تم سو جاؤ، آرام کر لو، تھکے ہوئے آئے ہو۔ وہ کہے گا کہ میں ذرا اپنے گھر

والوں کو خبر تو کر دوں۔ فرشتے کہیں گے کہ نہیں بھئی! سو جاؤ، دلہن کی طرح تمہارا سونا ہوگا۔ کتنا عجیب جملہ ہے!

قبر میں منافق کی شر

ابھی ایک حدیث بیان ہوئی حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی۔ اسی میں ہے کہ جب منافق شخص کے پاس فرشتے آ کر سوال پوچھتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ میں لوگوں سے سنتا تھا کہ وہ ایسا کہتے تھے، میں نے بھی ویسا ہی کہہ دیا اور مجھے نہیں معلوم۔ وہ فرشتے کہیں گے کہ ہاں! ہمیں معلوم تھا کہ تم جواب نہیں دے سکو گے۔ پس زمین کو کہا جاتا ہے کہ اسے دباؤ، تو زمین اسے دبا دیتی ہے حتی کہ زمین کی دونوں دیواریں آپس میں مل جاتی ہیں اور اس کی پسلیاں ایک دوسرے کے اندر گھس جاتی ہیں (جیسے کہ ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں چلی جاتی ہیں) اسی طرح وہ عذاب میں گرفتار رہتا ہے حتی کہ قیامت کا دن آ جائے۔ (سنن ترمذی: رقم 1071)

حدیثِ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے عذاب قبر کا ثبوت

صحیح بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آدمی کو جب قبر میں رکھ دیا جاتا ہے اور اس کے ساتھی اس کے پاس سے چلے جاتے ہیں، تو وہ قبر میں موجود شخص ان کے چپلوں کی، جوتوں کی آواز سنتا ہے۔ فرشتے اس کے پاس آتے ہیں اور اسے بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ان آدمی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ اب اگر یہ جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ یہ اللہ کے

بندے اور اس کے رسول ہیں۔ تو اس سے کہا جاتا ہے کہ دیکھو! یہ ٹھکانہ جہنم کا تھا اللہ تعالیٰ نے تمہارے ٹھکانے کو جنت سے بدل دیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ وہ شخص دونوں ٹھکانوں کو دیکھ لے گا۔ (اسے خوشی ہوگی کہ میں جہنم سے بچ گیا، اور جنت والے ٹھکانے کو دیکھ کر اس کا دل اتنا خوش ہوجائے گا کہ دنیا کو بھول جائے گا) اور اگر وہ کوئی غیر مسلم کافر ہوا یا منافق ہوا تو پوچھنے پر جواب دے گا کہ مجھے نہیں معلوم، میں تو وہ کہتا تھا جو لوگ کہتے تھے۔ اس سے کہا جائے گا کہ نہ تم جانتے ہو، نہ تم سوچتے ہو۔ پھر اسے لوہے کے ہتھوڑے سے دونوں کانوں کے درمیان (یعنی سر پر) مارا جائے گا جس سے وہ چیخے گا اور اس کی آواز کو اس کے پاس والے سنیں گے سوائے جنات اور انسان کے۔ (صحیح بخاری: رقم 1273)

قبر میں میت کی کیفیت اور حالت

مشکوٰۃ شریف میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب میت کو قبر میں داخل کر دیا جاتا ہے تو اسے ایسے لگتا ہے جیسے بس سورج ڈوبنے لگا ہو (اور عصر کی نماز کا وقت جیسے قضا ہو رہا ہو) چناں چہ وہ اٹھ بیٹھتا ہے اور اپنی آنکھوں کو ملتا ہے اور فرشتوں سے کہتا ہے کہ مجھے چھوڑ و، مجھے نماز پڑھنے دو۔ (مشکوٰۃ المصابیح: رقم 138)

وہ یہ سمجھ رہا ہوتا ہے کہ نماز کا وقت جا رہا ہے، سورج غروب ہونے والا ہے، اسی لیے وہ کہتا ہے کہ مجھے نماز پڑھنے دو۔ یہ کون ہوگا؟ جو دنیا میں نماز کی فکر کرنے والا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے ہمارے لیے آسانی والا معاملہ فرمائے۔

کافر کیلئے قبر کی سختی

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: کافر کی قبر میں ننانوے سانپ مسلط کیے جاتے ہیں جو اسے قیامت تک ڈستے رہیں گے۔ اگر ایک سانپ بھی زمین پر پھنکار مار دے تو زمین میں قیامت تک گھاس نہ اُگے۔ (مسند احمد بن حنبل:3/38)

اسی طرح نماز کے بارے میں آتا ہے کہ جو شخص نماز قضا کرنے والا ہوتا ہے، حدیث شریف کا مفہوم ہے کہ قبر میں ایمان والے شخص کی نماز اس کے سرہانے کھڑی ہوتی ہے، روزہ اس کے دائیں طرف اور دی ہوئی زکوٰۃ اس کے بائیں طرف کھڑے ہوتے ہیں، صدقاتِ نافلہ اور صلہ رحمی اور لوگوں کے ساتھ کی گئی بھلائیاں اس کے پاؤں کے پاس ہوتے ہیں۔ جبکہ کافر کو قبر میں سرہانے یا دائیں بائیں یا پاؤں کے پاس کوئی نیکی نہیں ملتی ہے۔ (صحیح ابن حبان: رقم 3190)

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنی نمازوں کی فکر کرنے والے بنیں۔ اللہ تعالیٰ ہماری قبر کے عذاب سے حفاظت فرمائے۔ ہاں! کچھ نیک لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جنہوں نے زندگی رَضِيتُ بِاللهِ رَبًّا وَّبِالْإِسْلَامِ دِيْنًا وَّبِمُحَمَّدٍ رَّسُوْلًا نَّبِيًّا۔
کہ مطابق گزاری ہوتی ہے۔ پھر قبر میں اُن کے لیے آسانیاں ہو جاتی ہیں۔

حساب و کتاب سے پہلے ہی عذاب قبر کیوں؟

یہ کہنا صحیح نہیں ہے کہ قرآن مجید میں عذاب قبر کا ذکر نہیں، آل فرعون جو حضرت

موسیٰ علیہ السلام کے مقابلہ میں غرقاب کئے گئے تھے، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: النَّارُ يُعْرَضُونَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَعَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُومُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ۔ (المؤمن، غافر: ۴۶)

ترجمہ: یہ صبح وشام آگ پر پیش کئے جارہے ہیں اور جس دن قیامت قائم ہوگی حکم ہوگا کہ آل فرعون کو سخت ترین عذاب میں داخل کرو۔

اس آیت میں فی الحال جس عذاب کا ذکر ہے، ظاہر ہے کہ اس سے قبر و برزخ کا عذاب مراد ہے۔

عذاب قبر دراصل عذاب آخرت کی تمہید ہے، آخرت میں حساب وکتاب محض اتمامِ حجت کے لئے ہے نہ کہ یہ جاننے کے لئے کہ کون عذاب کا مستحق ہے اور کون نہیں؛ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے علم میں یہ بات پہلے سے موجود ہے کہ فی الواقع کون عذاب کا مستحق ہے اور کون نہیں؟ اللہ تو عالم الغیب ہیں، وہ مخلوق کے انجام کو جاننے کے لئے حساب وکتاب کے محتاج نہیں، حقیقت یہ ہے کہ قبر میں عذاب کے مسئلہ پر بکثرت صحیح وصریح احادیث موجود ہیں، اس پر اہلِ سنت والجماعت کا اجماع ہے اور اس کا انکار گمراہی میں داخل ہے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۳/ ۲۳۷)

کافر کی روح اور اس پر عذاب قبر کا مسئلہ

جوں ہی انسان کی موت واقع ہوتی ہے، اس کی روح نکل جاتی ہے؛ بلکہ موت نام ہی روح نکلنے کا ہے، نیکوں کی روح عِلِّیِّین میں اور بروں کی سِجِّین میں چلی جاتی ہے؛

پھر انسان کی لاش دفن کر دی جائے یا جلادی جائے، یا سمندر میں ڈال دی جائے، یا ریزہ ریزہ کر دی جائے، یا یوں ہی محفوظ کر دی جائے، ہر حالت میں اس پر عالم برزخ شروع ہو جاتا ہے، عالم برزخ میں اللہ تعالیٰ کی قدرت سے روح اور جسم کے درمیان ایک نادیدہ اور اَن دیکھا تعلق قائم رہتا ہے، دُنیا میں اس کا ادراک نہیں کیا جاسکتا؛ لیکن آج کل تمثیلات سے اس کو سمجھا جاسکتا ہے، غور کیجئے کہ ٹی وی اسٹیشن اور ٹی، وی کے درمیان یا ریڈیو اسٹیشن اور ریڈیو کے درمیان کوئی محسوس رابطہ نہیں؛ لیکن برقی لہروں کی مدد سے ایک جگہ کے مناظر دوسری جگہ نہایت سہولت سے دیکھے جاسکتے ہیں، جب انسان ایسی ایجادات کو وجود میں لاسکتا ہے؛ تو خالقِ کائنات کے لئے روح اور جسم کے ذرات کے درمیان رابطہ استوار کرنا کیا دشوار ہے؟ روح اور جسم کے اسی رابطہ کی وجہ سے راحت وکلفت اور ثواب وعذاب کا احساس ہوتا ہے؛ اس لئے ایسا نہیں ہے کہ لاش جلا دینے کی وجہ سے انسان اللہ کی گرفت کے دائرہ سے باہر نکل آئے۔ (کتاب الفتاویٰ: ۳/ ۲۳۸)

قبر میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں سوال ہوگا؟

قبر میں رب، دین، نبی، تینوں کے بارے میں سوالات کئے جائیں گے، حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ کی روایت میں تینوں سوالات کی تفصیل مذکور ہے؛ البتہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے متعلق جو سوال ہوگا اس کے الفاظ کسی قدر مختلف ہیں، بخاری میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ دو فرشتے آئیں گے، مردہ کو بیٹھائیں گے اور استفسار کریں گے، تم اس شخص محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ مؤمن کہے گا

کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے بندے اور اللہ کے رسول ہیں، فرشتے اسے دوزخ دکھائیں گے، جس سے اسے نجات دی گئی؛ پھر جنت میں اس کے مقام کا دیدار کرائیں گے، کافر اور منافق اس سوال کے جواب میں کہیں گے کہ جو لوگ کہتے تھے وہی میں بھی کہہ دیتا تھا، كُنْتُ أَقُولُ مَا يَقُولُ النَّاسُ اس سے کہا جائے گا کہ نہ تم نے خود سمجھ داری سے کام لیا اور نہ ہی سمجھ داروں کی پیروی کی لَا دَرَيْتَ وَلَا تَلَيْتَ۔

یہ اور اس طرح کی اور بھی روایات ہیں، جن سے معلوم ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بھی سوا کیا جائے گا۔ (کتاب الفتاویٰ: ۳/ ۲۳۲)

عذابِ قبر سے حفاظت کی آٹھ باتیں چار مثبت اور چار منفی

مثبت باتیں:

(۱) نماز کی پابندی (۲) صدقے کی کثرت (۳) تلاوتِ قرآن کی مواظبت (۴) تسبیح وتحمید کی کثرت

منفی باتیں:

(۱) جھوٹ سے پرہیز (۲) خیانت سے پرہیز (۳) چغلی اور غیبت سے پرہیز (۴) پیشاب کی ناپاکی سے پرہیز۔ (انوار طریقت)

نماز پڑھنے والی ایک ایسی لڑکی کو قبر کا عذاب ہوا جو فیشن کرتی تھی

۱۹۸۶ء کے اخبار جنگ میں کسی دکھیاری ماں نے یہ بیان دیا تھا ''میری سب سے بڑی لڑکی کا حال ہی میں انتقال ہوا ہے۔ اسے دفن کرنے کے لئے جب قبر کھودی

گئی تو دیکھتے ہی دیکھتے اس پر پچاس ساٹھ سانپ جمع ہو گئے۔ دوسری قبر کھدوائی گئی اس میں بھی وہی سانپ آ کر کنڈلی مار کر ایک دوسرے پر بیٹھ گئے۔ پھر تیسری قبر تیار کی اس میں ان دونوں قبروں سے زیادہ سانپ تھے۔ سب لوگوں پر دہشت سوار تھی، وقت بھی کافی گزر چکا تھا۔ ناچار باہم مشورہ کر کے میری پیاری بیٹی کو سانپوں بھری قبر میں دفن کر کے لوگ دور ہی سے مٹی پھینک کر چلے آئے۔ میری مرحومہ بیٹی کے ابا جان کی قبرستان سے گھر آنے کے بعد حالت بہت خراب ہوگئی اور وہ خوف کے مارے بار بار اپنی گردن جھٹکتے تھے۔ دکھیاری ماں کا مزید بیان ہے کہ میری بیٹی یوں تو نماز و روزہ کی پابند تھی مگر وہ فیشن کیا کرتی تھی۔ میں اسے پیار و محبت سے سمجھانے کی کوشش کرتی تھی مگر وہ اپنی آخرت کی بھلائی کی باتوں پر کان دھرنے کے بجائے الٹا مجھ پر بگڑ جاتی اور مجھے ذلیل کر دیتی تھی۔ افسوس! میری کوئی بات میری نادان ماڈرن بیٹی کی سمجھ میں نہ آئی۔ (خطبات حبان جلد سوم ص/ 84)

دوزخ کی آگ کی شدت دنیا کی آگ سے انہتر درجہ زیادہ ہے

عَنْ اَبِيْ هُرَيْرَةَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ نَارُكُمْ جُزْءٌ مِنْ سَبْعِيْنَ جُزْءًا مِنْ نَارِ جَهَنَّمَ قِيْلَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنْ كَانَتْ لَكَافِيَةً قَالَ فُضِّلَتْ عَلَيْهِنَّ بِتِسْعَةٍ وَسِتِّيْنَ جُزْءًا كُلُّهُنَّ مِثْلُ حَرِّهَا۔ (رواہ البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمہاری اس دنیا کی آگ دوزخ کی آگ کے ستر حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! یہی دنیا کی آگ کافی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ دوزخ کی آگ دنیا کی آگ کے مقابلہ میں انہتر درجہ بڑھا دی گئی ہے اور ہر درجہ کی حرارت آتش دنیا کی حرارت کے برابر ہے۔ (صحیح بخاری و مسلم)

اس دنیا کی آگ کی قسموں میں بھی درجۂ حرارت میں بعض بعض سے بہت بڑھی ہوئی ہیں، مثلاً لکڑی کی آگ میں گھاس پھونس کی آگ سے زیادہ گرمی ہوتی ہے، اور مثلاً پتھر کے کوئلے کی آگ میں لکڑی کی آگ کے مقابلے میں بہت زیادہ حرارت ہوتی ہے اور بعض جدید مصنوعات سے جو آگ پیدا ہوتی ہے وہ درجۂ حرارت میں ان سب سے بدرجہا بڑھی ہوئی ہوتی ہے، اور جدید آلات سے یہ معلوم کرنا بھی آسان ہو گیا ہے کہ ایک آگ دوسری آگ کے مقابلہ میں کتنے درجہ کم یا زیادہ گرم ہے، اس تناظر میں حدیث کے ان مضامین کا سمجھنا کچھ مشکل نہیں رہا کہ ''دوزخ کی آگ دنیا کی آگ کے مقابلہ میں ستر درجہ زیادہ حرارت اپنے اندر رکھتی ہے''۔

دوزخ کا سب سے ہلکا عذاب

حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ قیامت والے دن جہنمیوں میں سب سے زیادہ ہلکے عذاب والا وہ آدمی ہوگا جس کے پاؤں کے تلوؤں میں دو انگارے رکھے جائیں گے جن سے اس کا دماغ کھولے گا، وہ خیال کرے گا کہ اس سے زیادہ سخت عذاب والا کوئی نہیں ،حالانکہ وہ ان جہنمیوں میں سب سے زیادہ ہلکے عذاب والا ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ محبوب روزہ حضرت داؤد کا روزہ ہے اور سب سے زیادہ محبوب نماز اللہ کے نزدیک داؤدؑ کی نماز ہے۔ وہ آدھی رات سوتے اور اس کا تیسرا حصہ نماز پڑھتے اور پھر اس کے چھٹے حصے میں آرام فرماتے اور وہ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن روزہ نہ رکھتے اور جب دشمن سے ان کی مڈبھیر ہوتی تو بھاگتے نہیں تھے۔

دوزخ کی گہرائی اور دوزخ میں پتھر گرنے کی آواز

ایک بار حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں ایک بہت زور سے آواز آئی صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ آواز کیا ہے فرمایا کہ واللہ اعلم ! اللہ ہی جانتے ہیں کہ کیا آواز تھی ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ سلام بھیجتے ہیں اور ارشاد فرماتے ہیں کہ ہم نے ستر سال پہلے ایک پتھر دوزخ میں ڈالا تھا وہ پتھر آج دوزخ کی تہہ میں جا کر گرا ہے یہ اسکی آواز تھی اتنی گہری ہے کہ ستر سال تک وہ پتھر نیچے جاتا رہا تب جا کر وہ اسکی تہہ میں پہونچا۔ (رمضان المبارک کے فضائل و مسائل جلد دوم)

دوزخ کی ہولنا کی کا ذکر

اگر جہنم کا ذکر خدا سے ڈرنے والے بندوں کی مجلس میں ہو جاتا تو خوف خدا سے ان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ۔ خواب وقرار، چین وآرام چھوڑ دیتے اور عبادت وطاعت میں مزید منہمک ہو جاتے ۔ جس کے ذکر سے آنکھیں اشکبار ہو جاتیں ۔ جہنم جہاں کے باشندوں کی شکلیں اس طرح کرے کہ وہ بدبودار ہوں گی کہ اگر ان میں سے کوئی ایک بھی اس صورت میں دنیا میں لایا جائے تو دنیا کے تمام لوگ اس کی بدصورتی وبدبو کی وجہ سے ہلاک ہو جائیں ۔

کافروں کو مختلف عذاب دینے کے بعد انہیں آگ کے صندوقوں میں بند کر کے اوپر سے آگ کا تالا لگا دیا جائے گا، اس صندوق کو بھی آگ کے دوسرے صندوق میں

بند کر کے اس میں بھی آگ بھڑ کا کر اوپر سے آگ کے تالا سے مقفل کر دیا جائے گا۔ اسی طرح اس صندوق کو بھی دوسرے صندوق میں رکھ کر نذر آتش کر دیا جائے گا اور ہر کافر یہی خیال کرے گا کہ یہ آخری عذاب ہے اس کے بعد اور کوئی عذاب نہیں دیا جائے گا جب کہ یہ عذاب بالائے عذاب ہوگا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے پناہ میں رکھے۔ (قیامت کی آخری علامتیں)

دوزخ میں جلنے والے تین طرح کے لوگ

آتش دوزخ میں جلنے والی جماعت تین طرح کی ہوگی، پہلی جماعت کافر کی ہوگی، ان پر جو عذاب ہوگا وہ دائمی ہوگا جس سے نجات کی توقع نہیں کی جاسکتی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيَاتِنَا اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ۔ (البقرہ:۳۹)

اور وہ جنھوں نے کفر کیا اور ہماری نشانیوں کو جھٹلایا وہی لوگ جہنمی ہیں جس میں ہمیشہ رہیں گے۔ دوسری جماعت منافقین کفار کی ہوگی۔ ان پر بھی جو عذاب ہوگا وہ دائمی وغیر منقطع ہوگا۔ مگر اس جماعت پر مسلط عذاب کی کیفیت پہلی جماعت سے دگرگوں ہوگی کہ یہ لوگ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوں گے، جہاں کا عذاب دیگر طبقات جہنم سے زیادہ شدید اور سنگین ہوگا۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ الْمُنَافِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ۔ (النساء:۱۴۵)

بے شک منافق جہنم کے سب سے نیچے کے درجہ میں۔

تیسری جماعت ان بیچاروں کی ہوگی جو دنیا میں ایمان و اسلام پر قائم تو رہے مگر فسق و فجور میں مبتلا، تلویث، منہیات، ترک معروفات وحسنات اور شرعی حدود و قیود کی پامالی کے سبب بعدل الٰہی دوزخ میں ڈال دیئے گئے ہوں گے، جو سزا پانے کے بعد یا نبیوں کی شفاعت وسفارش سے دوزخ سے نکال کر مسکن لازوال میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے: وَالَّذِيْنَ اِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً اَوْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ ذَكَرُوا اللّٰهَ فَاسْتَغْفَرُوْا لِذُنُوْبِهِمْ وَمَنْ يَّغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اللّٰهُ وَلَمْ يُصِرُّوْا عَلٰى مَا فَعَلُوْا وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ۔ اُولٰٓئِكَ جَزَآؤُهُمْ مَّغْفِرَةٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَجَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَنِعْمَ اَجْرُ الْعٰمِلِيْنَ۔ (آل عمران: ۵-۱۳۵-۱۳۶)

ترجمہ: اور وہ کہ جب کوئی بے حیائی یا اپنی جانوں پر ظلم کریں (کوئی صغیرہ یا کبیرہ گناہ سرزد ہو جائے تو) اللہ کو یاد کریں، اپنے گناہوں کی معافی چاہیں اور گناہ کون بخشے سو اللہ کے اور اپنے کئے پر جان بوجھ کر اڑ نہ جائیں، ایسوں کو بدلہ ان کے رب کی بخشش اور جنتیں ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہمیشہ ان میں رہیں اور کامیوں کا کیا اچھا نیک ہے۔ اطاعت شعاروں کے لئے بہتر جزا ہے۔

قرآن کریم میں متعدد مقامات پر متعدد آیتیں عذاب جہنم کی سختیوں اور مجرموں و گنہگاروں کی وعید میں مذکور ہیں جن سے وہ لوگ عبرت پکڑیں جو کفر و شرک کے بیابان میں ٹاپک ٹوئیاں مارتے ہیں یونہی وہ مسلمان بھی بچنے کی فکر کریں جو معصیات و آثام کے گرداب میں پھنس کر اپنی آخرت برباد کر رہے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ فرماتا ہے۔

بھیک مانگنا دوزخ کے انگارے جمع کرنا ہے

حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کی

ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جسے لوگوں سے مانگنے کی عادت ہو وہ قیامت کے دن اس طرح آئے گا کہ اس کے کندھے پر گوشت نہیں ہوگا۔

آج کے دور میں جس طرح دوسری بے شمار برائیاں روز بروز بڑھ رہی ہیں اس طرح گداگری کا مرض بھی دن بدن بڑھ رہا ہے مسلمانوں کے صدہا خاندان ایسے ہیں جنہوں نے گداگری کو اپنا پیشہ بنالیا ہے ایسے بھکاریوں کے لیے یہ حدیث تازیانہ عبرت ہے کہ جو لوگ بلاضرورت لوگوں سے مانگنے کے عادی ہیں وہ حشر کے میدان میں اس طرح آئیں گے کہ ان کے چہروں پر ذلت وخواری کے آثار ہونگے، ہڈی اور کھال کے سوا گوشت کا نام ونشان نہیں ہوگا جیسے دنیا میں بھکاریوں کا منہ چھپا نہیں رہتا لوگ دیکھتے ہی پہچان لیتے ہیں کہ بھکاری ہے اسی طرح قیامت کے دن بھی اسے لوگوں کے سامنے یوں لایا جائے گا کہ محشر والے دیکھتے ہی پکار اٹھیں گے کہ یہ پیشہ ور بھکاری ہے۔ (بخاری ومسلم)

دوزخ کی دیواریں

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دوزخ کو چار دیواریں گھیرے ہوئے ہیں جن میں ہر دیوار کا عرض چالیس سال چلنے کی مسافت رکھتا ہے (ترمذی) یعنی دوزخ کی دیواریں اتنی موٹی ہیں کہ صرف ایک دیوار کی چوڑائی طے کرنے کیلئے چالیس سال خرچ ہوں۔

دوزخ کے دروازے

قرآن شریف میں دوزخ کے دروازوں کے متعلق فرمایا ہے۔ وَاِنَّ جَهَنَّمَ لَمَوْعِدُهُمْ اَجْمَعِيْنَ لَهَا سَبْعَةُ اَبْوَابٍ لِكُلِّ بَابٍ مِّنْهُمْ جُزْءٌ مَّقْسُوْمٌ ۔ (حجر پ ۱۴)

اور ان سب سے جہنم کا وعدہ ہے جس کے سات دروازے ہیں، ہر دروازے کے لئے ان لوگوں کے الگ الگ حصے ہیں۔ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کے سات دروازے ہیں جن میں سے ایک اس کیلئے ہے جو میری امت پر تلوار اٹھائے۔ (مشکوۃ)

دوزخ کی آگ اور اندھیری

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دوزخ کو ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اس کی آگ سرخ ہوگئی، پھر ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اس کی آگ سفید ہوگئی، پھر ایک ہزار برس تک دھونکا گیا تو اس کی آگ سیاہ ہوگئی، چنانچہ دوزخ اب سیاہ اندھیرے والی ہے۔ (ترمذی) ایک روایت میں ہے کہ وہ اندھیری رات کی طرح تاریک ہے، اور دوسری روایت میں ہے کہ اس کی لپٹ سے اس میں روشنی نہیں ہوتی (ترغیب) یعنی ہمیشہ اندھیرا ہی رہتا ہے۔ بخاری و مسلم کی ایک روایت میں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہاری یہ آگ (جس کو تم جلاتے ہو) دوزخ کی آگ کا سترواں حصہ ہے صحابہ رضی اللہ عنھم نے عرض کیا (جلانے کو تو) یہی بہت ہے، آپ نے فرمایا (ہاں اس کے باوجود) دنیا کی آگوں سے دوزخ کی آگ گرمی میں ۶۹ درجہ بڑھی ہوئی ہے اور ایک روایت میں ہے کہ دوزخی اگر دنیا کی آگ میں آجاتیں تو ان کو نیند آجائے (ترغیب) کیونکہ بنسبت دوزخ کی آگ کے دنیا کی آگ بہت ہی زیادہ ٹھنڈی ہے لہٰذا اس میں ان کو دوزخ کے مقابلہ میں آرام معلوم ہوگا۔

عذاب دوزخ کا اندازہ

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا دوزخیوں میں سب سے ہلکا عذاب اس شخص پر ہوگا جس کی دونوں جوتیاں اور تسمے آگ کے ہوں گے جن کی وجہ سے ہانڈی کی طرح اس کا دماغ کھولتا ہوگا وہ سمجھے گا کہ مجھے ہی سب سے زیادہ عذاب ہو رہا ہے، حالانکہ اس کو سب سے کم عذاب ہوگا۔ (بخاری و مسلم)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن ایک ایسے دوزخی کو جو دنیا میں تمام انسانوں سے زیادہ لذت اور عیش میں رہا تھا پکڑ کر ایک مرتبہ دوزخ میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا، اے ابن آدم کیا تو نے کبھی نعمت دیکھی ہے کیا کبھی تجھے آرام نصیب ہوا ہے؟ اس پر وہ کہے گا، خدا کی قسم اے رب نہیں! میں نے کبھی آرام نہیں پایا پھر فرمایا کہ قیامت کے دن ایک ایسے جنتی کو جو دنیا میں تمام انسانوں سے زیادہ مصیبت میں رہا تھا اسے پکڑ کر جنت میں غوطہ دیا جائے گا پھر اس سے پوچھا جائے گا۔ اے ابن آدم کیا کبھی تو نے مصیبت دیکھی ہے؟ کیا کبھی تجھ پر سختی گذری ہے؟ وہ کہے گا خدا کی قسم اے رب مجھ پر کبھی سختی نہیں گذری اور میں نے کبھی مصیبت نہیں دیکھی۔ (رواہ مسلم و ابن ماجہ)

دوزخ کا سانس

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب سخت گرمی ہو تو ظہر کی نماز دیر سے پڑھا کرو کیونکہ گرمی کی سختی دوزخ کی تیزی کی وجہ سے ہوتی ہے، پھر فرمایا کہ دوزخ نے

اپنے رب کی بارگاہ میں شکایت کی کہ میری تیزی بہت بڑھ گئی ہے حتیٰ کہ میرے کچھ حصے دوسرے حصوں کو کھائے جاتے ہیں لہٰذا مجھے اجازت دی جائے کہ کسی طرح اپنی گرمی ہلکی کروں چنانچہ رب العلمین نے اس کو دو مرتبہ سانس لینے کی اجازت دی ایک سانس سردی کے موسم میں اور ایک گرمی کے موسم میں لہٰذا گرمی جو تم محسوس کرتے ہو دوزخ کی لو کا اثر ہے جو سانس کے ساتھ باہر آتی ہے اور سخت سردی جو محسوس کرتے ہو دوزخ کے سرد حصہ کا اثر ہے۔ (بخاری شریف)

مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ دوپہر کو روزانہ دوزخ دہکایا جاتا ہے دوزخ کے سانس لینے سے گرمی بڑھ جانا تو سمجھ میں آتا ہے لیکن سردی کا بڑھنا بظاہر سمجھ میں نہیں آتا دراصل بات یہ ہے کہ گرمی میں دوزخ سانس باہر پھینکتی ہے اور اس طرح دنیا کی تمام گرمی کھینچ لیتی ہے اس وجہ سے سردی بڑھ جاتی ہے۔

جہنم کی چنگھاڑ

اللہ تعالیٰ کفار کو جہنم میں ڈالنے کے بعد پوچھیں گے کہ بھر گئی یَوۡمَ نَقُوۡلُ لِجَهَنَّمَ هَلِ امۡتَلَـئۡتِ وَتَقُوۡلُ هَلۡ مِنۡ مَّزِيۡدٍ جس دن ہم جہنم سے کہیں گے تو بھر بھی گئی وہ کہے گی اور بھی ہے دوسری جگہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں لَاَمۡلَئَنَّ جَهَنَّمَ مِنَ الۡجِنَّةِ وَالنَّاسِ اَجۡمَعِيۡنَ ضرور بالضرور ہم جہنم کو انسانوں اور جناتوں سے بھریں گے وَلِلَّذِيۡنَ كَفَرُوۡا بِرَبِّهِمۡ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَبِئۡسَ الۡمَصِيۡرُ اور جو اپنے رب کے منکر ہیں انکے لئے جہنم کا عذاب ہے اور جہنم برا ٹھکانہ ہے اِذَاۤ اُلۡقُوۡا فِيۡهَا سَمِعُوۡا لَهَا شَهِيۡقًا

وَّهِيَ تَفُوۡرُ تَكَادُ تَمَيَّزُ مِنَ الۡغَيۡظِ جب یہ لوگ اس میں ڈالے جاویں گے تو اس کی ایک بڑی زور کی آواز سنیں گے اور وہ اس طرح جوش مارتی ہوگی جیسے کہ معلوم ہوتا ہے غصہ کے مارے پھٹ پڑیگی قرآن کریم بیشتر آیتوں اور احادیث میں بھی عذاب دوزخ کی منظر کشی کی گئی ہے اور اسکی ہولناکیوں کو بیان کیا گیا ہے دوزخی جب شدت پیاس کی وجہ سے پریشان ہوں گے اور پانی کا مطالبہ کریں گے تو ایسا گرم الور کھولتا ہوا پانی ان کو دیا جائیگا کہ آنتیں اور پیٹ کی دیگر چیزیں کٹ کٹ کر پائخانہ کے راستہ سے نکلیں غرضیکہ دوزخ کا عذاب بڑا ہی سخت ہوگا۔ اللہ ہم سب کو عذاب دوزخ سے محفوظ فرمائے۔

دوزخ اس وقت کہاں ہے؟

دوزخ اس وقت کہاں ہے؟ اس کا ذکر قرآن کی کسی آیت یا کسی سورت میں صراحۃً نہیں ملتا، البتہ سورۂ طور کی آیت، وَالۡبَحۡرِ الۡمَسۡجُوۡرِ اور ''ابلتے ہوئے دریا کی قسم'' سے بعض مفسرین نے یہ مفہوم نکالا ہے کہ دوزخ سمندر کے نیچے زمین کی تہہ میں ہے، جس پر اس وقت کوئی بھاری اور سخت غلاف چڑھا ہوا ہے جو قیامت میں پھٹ جائیگا اور اس کی آگ پھیل کر پورے سمندر کو آگ میں تبدیل کردے گی۔

زمانہ حال میں یورپ کے بہت سے ماہرین نے جو زمین کو ایک طرف سے دوسری طرف جانے کا راستہ بنانے کی کوشش سالہا سال جاری رکھی اور بڑی سے بڑی مشینیں اس کام کے لئے ایجاد کیں، مختلف جماعتوں نے اس پر محنت خرچ کی، سب سے زیادہ جو سائنس داں طبقہ کامیاب ہوا وہ مشینوں کے ذریعہ زمین کی گہرائی میں چھ میل

تک پہنچ سکا، مگر چھ میل کے بعد سخت پتھر نے ان کو عاجز کر دیا، تو پھر دوسری جگہ سے کھدائی شروع کی، مگر وہی چھ میل کے بعد سخت پتھر سے سابقہ پڑا، متعدد جگہوں میں اس کا تجربہ کرنے کے بعد وہ اس نتیجہ پر پہنچے اور ان کی یہ تحقیق قرار پائی کہ زمین کی تہہ میں چھ میل کے بعد نیچے کوئی پتھر کا غلاف پوری زمین پر چڑھا ہوا ہے، جس میں کوئی مشین کام نہیں کر سکتی، آخر انہیں عاجز ہونا پڑا اگر کسی روایتِ صحیحہ سے جہنم کا محلِ وقوع اس غلاف کے اندر ہونا ثابت ہو جائے تو بعید کچھ نہیں۔ (معارف القرآن)

حضرت علی سے کسی یہودی نے پوچھا کہ جہنم کہاں ہے؟ تو آپ نے فرمایا سمندر ہے، یہودی نے بھی جو کتب سابقہ کا عالم تھا اس کی تصدیق کی۔ (قرطبی)

دوزخ کی شاخ

دوزخ کا پیٹ دوزخیوں سے نہیں بھرے گا جب اللہ تعالیٰ دوزخیوں کو جہنم میں ڈال دیں گے اور پوچھیں گے اے دوزخ! تیرا پیٹ بھر گیا تو دوزخ کہے گی: ھَلْ مِنْ مَّزِیْدٍ اے اللہ! میرا پیٹ نہیں بھرا کیا کچھ اور مال ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر اپنا قدم رکھ دیں گے۔ یعنی تجلیٔ خاص نازل کریں گے تو دوزخ کہے گی قط قط قط بس بس اللہ میرا پیٹ بھر گیا۔ مولانا رومی فرماتے ہیں کہ جس طرح دوزخ کا پیٹ دوزخیوں سے نہیں بھرا اسی طرح گناہوں سے نفس کا پیٹ نہیں بھرے گا۔ ایک گناہ کرو گے تو دوسرے کو دل چاہے گا۔ ایک سو گناہ کرو گے تو ایک سو ایک کو جی چاہے گا۔ جو ہیڈ آفس کا مزاج ہوتا ہے وہی مزاج برانچ کا ہوتا ہے۔ دوزخ ہیڈ آفس ہے، نفس شاخ ہے۔ اس لیے نفس کا پیٹ

گناہوں سے نہیں بھرے گا۔ اگر بھرے گا تو اللہ کے قدم سے یعنی اللہ کے ذکر سے۔ اللہ کا ذکر اور گناہوں سے استغفار سے نفس کو سکون آجائے گا۔ (پردیس میں تذکرہ وطن، ص/220)

اہل دوزخ کے جسموں کی ضخامت بدصورتی اور بدشکلی

کافر کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ۔

(حدیث) حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا بَيْنَ مَنْكِبَيِ الْكَافِرِ مَسِيرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ لِلرَّاكِبِ الْمُسْرِعِ۔ (بخاری، باب صفۃ الجنۃ والنار، حدیث نمبر: ۵۰۹۱)

(ترجمہ) کافر کے دونوں کندھوں کا درمیانی فاصلہ تیز رفتار سوار کے تین روز کے سفر کے برابر ہوگا۔

ڈاڑھ اور چمڑے کی موٹائی

حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں نبی معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ضِرْسُ الْكَافِرِ أَوْ نَابُ الْكَافِرِ مِثْلُ أُحُدٍ وَغِلَظُ جِلْدِهِ مَسِيرَةُ ثَلَاثٍ۔

(مسلم، باب النار یدخلھا الجبارون والجنۃ، حدیث نمبر: ۵۰۹۰)

(ترجمہ) کافر کی ایک داڑھ یا ایک دانت احد (پہاڑ) کے برابر ہوگا اور اس کی کھال کی موٹائی تین دن چلنے کے (سفر) کے برابر ہوگی۔

کافر کی ران اور بیٹھک وغیرہ کتنی بڑی ہوگی

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

روز قیامت کافر کی داڑھ احد (پہاڑ) کے برابر ہوگی اور اس کی کھال کی موٹائی ستر ہاتھ ہوگی اس کا بازو (مدینہ سے) بیضاء (مقام) جتنا (موٹا) ہوگا اس کی ران (مدینہ سے) ورقان (مقام) جتنا ہوگی آگ میں اس کی بیٹھک اس میری جگہ سے ربذہ (مقام) جتنی لمبی ہوگی۔

حدیث: حضرت ابو ہریرہؓ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ضِرْسُ الْكَافِرِ مِثْلُ أُحُدٍ وَفَخِذُهُ مِثْلُ الْبَيْضَاءِ وَمَقْعَدُهُ مِنَ النَّارِ كَمَا بَيْنَ قُدَيْدٍ وَمَكَّةَ وَكَثَافَةُ جِلْدِهِ اثْنَانِ وَأَرْبَعُونَ ذِرَاعًا بِذِرَاعِ الْجَبَّارِ۔ (خرجہ احمد)

ترجمہ: کافر کی داڑھ احد پہاڑ کی طرح (موٹی اور بڑی) ہوگی اس کی رات بیضاء (پہاڑ) جتنی موٹی اور (بڑی) ہوگی اس کی بیٹھک آگ میں (مقام) قدید اور مکہ مکرمہ کے (درمیانی فاصلہ کے) برابر ہوگی اور اس کے چمڑے کی موٹائی بیالیس ہاتھوں کے برابر ہوگی جن کی لمبائی کا علم اللہ تعالی کو ہے۔

(فائدہ) ترمذی شریف کی حدیث میں جہنم میں کافر کی بیٹھک کا حدود اربعہ مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیانی فاصلہ کے برابر بیان کیا گیا ہے۔

کان کی ایک لو سے دوسری تک سات سو سال کا فاصلہ

حدیث: حضرت ابن عمرؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: **يعظم أهل النار في النار حتى إن بين شحمة أذن أحدهم إلى عاتقه مسيرة سبعمائة عام وإن غلظ جلده سبعون ذراعا وإن ضرسه مثل أحد۔** (خرجہ احمد)

ترجمہ: جہنم میں دوزخیوں کو اتنا موٹا کر دیا جائے گا کہ ان میں سے ہر ایک کافر

کی ایک کان کی لو اور اس کے کندھوں کا درمیانی فاصلہ سات سو سال (چلنے) کے برابر ہے اس کے چمڑے کی موٹائی ستر ہاتھ کے برابر ہو گی اور اس کی ایک داڑھ احد پہاڑ کے مثل ہو گی۔

جسم کی موٹائی

حدیث: حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الْكَافِرَ لَيَعْظُمُ حَتَّى إِنَّ ضِرْسَهُ لَأَعْظَمُ مِنْ أُحُدٍ وَفَضِيلَةُ جَسَدِهِ عَلَى ضِرْسِهِ كَفَضِيلَةِ جَسَدِ أَحَدِكُمْ عَلَى ضِرْسِهِ۔ (ابن ماجہ، باب صفۃ النار، حدیث نمبر: ۴۳۱۳)

(ترجمہ) بلاشبہ کافر کے جسم کو اتنا موٹا کر دیا جائے گا کہ اس کی ایک داڑھ احد پہاڑ کے برابر ہو گی اور اس کے جسم کی بڑائی اس کی داڑھ پر اس تناسب سے ہو گی جتنا تم میں سے کسی کا جسم اس کی داڑھ سے بڑا ہوتا ہے۔

حدیث: حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: من کان من اھل النار عظمه وافخموا کالجبال۔ (طبرانی)

(ترجمہ) جو لوگ دوزخی ہوں گے انہیں پہاڑوں کی طرح موٹا جسم دیا جائے گا۔

گوشت اور پوست کے درمیان کیڑے کا شور

حضرت عمرو بن میمون رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کافر کے گوشت اور پوست کے درمیان میں کیڑے کا شور وغل ایسے سنائی دے گا جیسے وحشی جانور کا شور وغوغا سنائی دیتا ہے۔ (التخویف: ۱۲۴)

۱۶۰۰ کلومیٹر لمبی زبان جس کو دوسرے دوزخی روندتے ہوں گے۔

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان الکافر یجر لسانہ یوم القیامۃ من ورائہ قدر فرسخین یوطئوہ الناس۔

(خرجہ الامام احمد والترمذی)

ترجمہ: کافر روز قیامت اپنی زبان کو سولہ سو کلومیٹر کے برابر اپنی پشت پیچھے گھسیٹتا ہوگا (جسے) اور لوگ (بھی) اسے روندتے ہوں گے۔

گناہگار مومنوں کا جسم

تنبیہ: ایسا بیان گناہگار مومنوں کے لئے بھی ایک حدیث میں ہے جسے حضرت حارث بن قیسؓ نے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

وَإِنَّ مِنْ أُمَّتِي لَمَنْ يَعْظُمُ لِلنَّارِ حَتَّى يَكُونَ أَحَدَ زَوَايَاهَا۔

(مسند احمد، حدیث الحَارِثِ بْنِ أُقَيْشٍ، حدیث نمبر: ۱۷۱۸۴)

ترجمہ: میری امت سے بھی بعض کے جسم کو (اتنا) موٹا کیا جائے گا کہ اس کا جسم جہنم کے ایک کونے کے برابر ہو جائے گا۔

والدین کے نافرمان بیٹے کے جسم کی موٹائی

حضرت ابو ہریرہؓ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان نقل کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا:

فخذہ فی جھنم مثل احد و ضرسہ مثل البیضاء قل لم ذلک یا رسول اللہ قال کان عاقا بو الدیہ۔ (الطبرانی)

ترجمہ: مسلمان کی ران دوزخ میں احد (پہاڑ) کے برابر ہوگی اور اس کی داڑھ

بیضاء (پہاڑ) کے برابر ہوگی (حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں) میں نے پوچھا اے رسول اللہ، ایسا کیوں ہوگا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس لئے کہ وہ اپنے والدین کا نافرمان تھا۔

ظالم حکمران کا جسم

(حدیث) حضرت انس رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **يجاء بالامير الجائر يوم القيامة فتخاصمه الرعية فيفلجوا عليه فيقولون له سدعنار كنامن اركان جهنم۔** (اغلب بن تمیم، ضعف)

ترجمہ: روز قیامت ظالم حکمران کو پیش کیا جائے گا جس سے اس کی رعایا جھگڑا کرے گی اور اس پر غالب آجائے گی اور اس سے کہے گی ہماری طرف سے جہنم کے گوشوں سے کسی گوشے کو (اپنے جسم سے) پر کرو، (فائدہ) چونکہ دوزخ بہت وسیع وعریض ہوگی اس کے کسی کونہ کو بھرنے کے لئے ایک بڑا وجود درکار ہے اور اس ظالم حکمران سے مسلمان حکمران مراد ہے جس سے معلوم ہوا کہ بعض گناہگار مسلمانوں کو جب جہنم میں داخل کیا جائے گا تو ان کے جسموں کو بھی بڑا کیا جائے گا۔

دوزخی کے جسم پر کئی عذاب

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آگ میں دوزخی کا بدن اتنا بڑا کر دیا جائے گا کہ اس کا فاصلہ سات طویل ترین راتوں کے برابر ہے (جن کی مقدار کا علم اللہ تعالیٰ کو ہے) اس کی ایک داڑھ احد پہاڑ جتنی ہوگی، ان کے ہونٹ بدصورتی سے ان کے سینوں پر پڑتے ہوں گے یہ جہنم میں پیاسے پھریں گے۔ (خرجہ الخلال فی کتاب السنہ)

حضرت حسن بصریؒ نے دوزخ والوں کا ذکر کیا تو فرمایا ان کے اجسام کو تیز ترین سوار کے تین دن رات کے سفر کے برابر بڑھایا اور موٹا کیا جائے گا، ان میں کے ہر ایک کی داڑھ طویل کھجور کی مانند ہوگی اور اس کی دبر (پاخانہ کا مقام) ایک گھاٹی کی مانند ہوگا، ان کے ہاتھ ان کی گردنوں سے بندھے ہوں گے، ان کے سر کے بالوں کو ان کے پیروں سے جکڑ دیا ہوگا، فرشتے ان کو آگے پیچھے سے ضربیں لگاتے اور جہنم میں ہنکاتے ہوں گے، پس ان میں سے کوئی انسان فرشتہ کو کہے گا مجھ پر ترس کھا تو وہ کہے گا میں تم پر ترس کیسے کھاؤں جب خود ارحم الراحمین تجھ پر ترس نہیں کھاتا۔

(فائدہ) دوزخیوں کو زیادہ عذاب دینے کے لئے ان کے جسموں کو بڑا کیا جائے گا کیونکہ جسم جتنا بڑا ہوتا ہے عذاب بھی اتنا زیادہ محسوس کرتا ہے۔

چہروں کا جھلسنا اور بدشکل ہونا

اللہ تعالی ارشاد فرماتے ہیں:

تَلْفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيهَا كَالِحُونَ۔ (المومنون: ۱۰۴)

ترجمہ: ان کے چہروں کو (جہنم کی) آگ جھلساتی ہوگی اور اس میں ان کے منہ بگڑے (ہوئے بدشکل) ہوں گے۔

ہونٹوں کی بدصورتی

حدیث: حضرت ابوسعیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وھم فیھا کالحون کی تفسیر میں فرمایا:

تَشْوِيهِ النَّارُ فَتَقَلَّصُ شَفَتُهُ الْعُلْيَا حَتَّى تَبْلُغَ وَسَطَ رَأْسِهِ وَتَسْتَرْخِي شَفَتُهُ السُّفْلَى حَتَّى تَضْرِبَ سُرَّتَهُ۔ (ترمذی، باب ما جاء فی صفة طعام اھل النار، حدیث نمبر:۲۵۱۲)

(ترجمہ) چہرہ کو دوزخ کی آگ ایسا بھون دے گی کہ اس کا اوپر کا ہونٹ اوپر کو چڑھ جائے گا یہاں تک کہ سر کے درمیان تک جا پہنچے گا اور اس کا نچلا ہونٹ نیچے کو لٹک جائے گا یہاں تک کہ وہ دوزخی کی ناف تک جا پہنچے گا۔

(فائدہ) یہاں پر یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ دوزخی کا اپنا جسم خود کتنے میلوں تک پھیلا ہوگا، اسی لحاظ سے اس کے ہونٹ کتنے بڑے اور بدشکل ہوں گے۔

آگ سے کنگھا کئے ہوئے سر

حضرت ابن مسعودؓ مذکورہ آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں (دوزخیوں کے سر) ایسے بدشکل ہوں گے جیسے بھونی ہوئی سری چڑھی ہوتی ہے اور ان سے یوں بھی منقول ہے کہ دوزخیوں کے سر ایسے بدشکل ہوں گے جیسے ان کو آگ سے کنگھا کیا گیا ہو جس سے ان کے دانت ظاہر ہو گئے ہوں اور ان کے ہونٹ چڑھ گئے ہوں۔

جسموں کی لمبائی اور بدصورتی

حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں دوزخی کو آگ میں اتنا موٹا کیا جائے گا کہ وہ سات طویل راتوں کی مسافت (جس کی لمبائی اللہ تعالی کے علم میں ہے) جتنا موٹا ہو جائے گا اس کی ایک داڑھ احد پہاڑ جتنی ہوگی، ان کے ہونٹ ان کے سینوں پر لٹکتے ہوں گے، انتہائی بدشکل ہوں گے، آگ میں شور وغوغا مچاتے رہیں گے۔ (خرجہ خلال فی کتاب السنہ)

حضرت طاؤسؒ کی حکایت

(محدث) ابوبکر بن عیاشؒ محمد بن سوید سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت طاؤسؒ کے مسجد سے واپس آنے کے دو راستے ہوتے تھے، ان میں سے ایک یہ کہ جب یہ نماز مغرب پڑھ کر سریوں والے کا راستہ اختیار فرماتے تو شام کا کھانا کھانے کی ہمت نہ ہوتی تھی، جب ان سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا جب میں سریوں کو بھونا ہوا دیکھ لیتا ہوں تو مجھ میں کھانا کھانے کی ہمت نہیں رہتی، ابوبکر (ابن عیاش) فرماتے ہیں میں نے یہ بات سریع مکی سے پوچھی تو انہوں نے (اس کی تصدیق کرتے ہوئے) فرمایا میں نے ان کو ان بھونی ہوئی سریوں پر کھڑا دیکھا ہے۔ (ابن ابی الدنیا وغیرہ)

حضرت اویس قرنیؒ کی حالت

ابو منذر دمشقی فرماتے ہیں حضرت اویس قرنی جب بھونی ہوئی سریوں کو دیکھتے تو انہیں یہ آیت یاد آجاتی "تَلۡفَحُ وُجُوهَهُمُ النَّارُ وَهُمۡ فِيهَا كَالِحُونَ" پھر آپ بے ہوش ہو کر گر پڑتے حتی کہ دیکھنے والے آپ کو دیوانہ سمجھتے۔ (ابن ابی الدنیا وغیرہ)

حضرت ابن سیرینؒ کی حالت

حضرت اصمعیؒ فرماتے ہیں حضرت صفر بن حبیب نے بتایا کہ حضرت ابن سیرینؒ ایک مرتبہ سریاں بھوننے والے کے پاس سے گذرے جس نے ایک بھونی ہوئی سری (آگ سے) نکالی ہوئی تھی، تو ان پر بے ہوشی طاری ہوگئی۔

ہر کھال جلنے کے بعد دوسری پہنادی جائے گی

اللہ تعالی فرماتے ہیں:

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا بِآيَاتِنَا سَوْفَ نُصْلِيهِمْ نَارًا كُلَّمَا نَضِجَتْ جُلُودُهُمْ بَدَّلْنَاهُمْ جُلُودًا غَيْرَهَا لِيَذُوقُوا الْعَذَابَ إِنَّ اللَّهَ كَانَ عَزِيزًا حَكِيمًا۔ (سورۃ نساء:۵۶)

(ترجمہ) بلاشک جو لوگ ہماری آیات (واحکام) کے منکر ہوئے (ہم ان کو) عنقریب ایک سخت عذاب میں داخل کریں گے (اور وہاں ان کی برابر یہ حالت رہے گی کہ) جب ایک دفعہ ان کی کھال (آگ سے) جل چکی ہوگی تو ہم اس پہلی کھال کی جگہ فوراً دوسری (تازی) کھال پیدا کردیں گے تاکہ (ہمیشہ) عذاب ہی بھگتتے رہیں (کیونکہ پہلی کھال میں جلنے کے بعد شبہ ہوسکتا تھا کہ شاید اس میں ادراک واحساس نہ رہے اس لئے شبہ ختم کرنے کے لئے یہ سنا دیا) بلاشک اللہ تعالی زبردست ہیں (کہ وہ ایسی سزا دے سکتے ہیں اور) حکمت والے ہیں۔ (اس لئے باوجود قدرت کے جلی ہوئی کھال کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں، پھر بھی کسی حکمت سے بدل دیا۔

ایک گھڑی میں سو مرتبہ کھال بدلے گی

(حدیث) حضرت ابن عمرؓ فرماتے ہیں ایک آدمی نے حضرت عمرؓ کے سامنے مذکورہ آیت پڑھی تو انہوں نے فرمایا اسے دوبارہ پڑھو اس نے آپ کے سامنے دوبارہ پڑھا تو حضرت معاذ بن جبلؓ نے فرمایا میرے پاس اس کی یہ تفسیر ہے کہ ایک گھڑی میں سو دفعہ کھال تبدیل کی جائے گی، تو حضرت عمرؓ نے فرمایا میں نے بھی اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے۔ (ابن ابی حاتم وابن مردویہ)

ایک گھڑی میں لاکھ مرتبہ کھال بدلے گی

(حدیث) حضرت عمرؓ نے کعبؓ سے اس آیت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا

اس کی جلد کو جلایا جائے گا اور ایک ہی گھڑی میں یا ایک گھڑی کی مقدار میں ایک لاکھ مرتبہ تازہ بتازہ چمڑا پہنایا جائے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا تم نے سچ کہا۔ (وھذا منقطع، ابن ابی حاتم)

اگر یہ حدیث انقطاع کے باوجود صحیح بھی ہو تو یہ دوزخیوں کے اختلاف احوال پر محمول ہوگی یا طبقات جہنم کے اختلاف درجات پر محمول ہوگی۔ (امداد اللہ انور)

کافر کے جسم پر سو چمڑے اور ہر دو چمڑوں کے درمیان نیا عذاب

(حدیث) یحیی بن یزید حضرمی فرماتے ہیں مجھے مذکورہ حدیث کی یہ تفسیر پہنچی ہے کہ اللہ تعالی کافر کو (ایک ساتھ) سو چمڑے پہنائیں گے اور ہر دو چمڑوں کے درمیان علیحدہ قسم کا ایک عذاب ہوگا۔ (ابن ابی حاتم)

روزانہ ستر ہزار مرتبہ آگ کھائے گی

(حدیث) حضرت حسن (بصری) اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں دوزخیوں کو ہر روز ستر ہزار دفعہ آگ کھائے گی (اور) جب بھی کھائے گی انہیں حکم دیا جائے گا دوبارہ اپنی پہلی حالت میں لوٹ آؤ تو وہ ویسے ہی لوٹ آئیں گے جیسے پہلے تھے۔

حضرت ربیع بن انس کہتے ہیں پہلی (کسی امت کی) کتاب میں لکھا تھا دوزخیوں میں کے ہر ایک کی کھال چالیس ہاتھ ہوگی اس کا دانت نوے ہاتھ ہوگا، اگر پہاڑ کو اس کے پیٹ میں رکھ دیا جائے تب بھی وہ پہاڑ سے وسیع رہے جب ان کے چمڑوں کو آگ جلا ڈالے گی تو اور چمڑا پہنا دیا جائے گا۔

(نوٹ) اگر یہ روایت صحیح ہو تو اس میں جو ہاتھ کے ذریعے دوزخیوں کے اعضاء کی مسافت اور موٹائی کے ساتھ بیان کی گئی ہے اس کی لمبائی صحیح علم اللہ تعالی کو ہے۔

چہروں کی سیاہی اور جسموں کی لمبائی

(حدیث) حضرت ابو ہریرہ ؓ نبی کریم ﷺ سے آیت: يَوْمَ نَدْعُوْا كُلَّ أُنَاسٍ بِإِمَامِهِمْ ۔ (الاسراء:٧١)

(ترجمہ) ہم جس دن سب لوگوں کو ان کے پیشواؤں کے ساتھ بلائیں گے۔

نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

مسلمانوں میں کا ایک آدمی بلایا جائے گا اسے داہنے ہاتھ میں کتاب دی جائے گی اس کا جسم ساٹھ ہاتھ لمبا کیا جائے گا اس کا چہرہ سفید کیا جائے گا اور اس کے سر پر نور سے چمکتا ہوا تاج رکھا جائے گا پس وہ اپنے دوستوں کی طرف چل پڑے گا جب وہ اسے دور سے (آتا ہوا) دیکھیں گے تو دعا کریں گے اے اللہ اسے ہمارے پاس بھیج دیجئے اور اس کی برکت بھی ہمیں عطا فرمایئے یہاں تک کہ وہ ان کے پاس جا پہنچے گا اور انہیں کہے گا تمہیں خوشخبری ہو تم میں کے ہر ایک کے لئے ایسا ہی انعام ہے، آپ ﷺ نے فرمایا اور کافر کا یہ حال ہے کہ اس کا منہ کالا کیا جائے گا اس کے جسم کو قد آدم کے برابر بڑھا یا جائے گا اور آگ کی (بڑی ساری) ٹوپی اس کے سر پر رکھی جائے گی جب اس کے دوست اسے دیکھیں گے تو کہیں گے ہم اللہ سے پناہ مانگتے ہیں اس کے شر سے، اے اللہ! اسے ہمارے پاس نہ بھیجئے لیکن وہ ان کے پاس جا پہنچے گا تو وہ کہیں گے اے اللہ اسے ہم سے دور لے جایئے تو وہ کہے گا اللہ تعالیٰ نے تمہیں (اپنے سے) دور کر دیا ہے تم میں سے ہر ایک کے لئے ایسا ہی (عذاب) ہے۔ (ترمذی شریف)

حدیث: حضرت عطاء بن یسار فرماتے ہیں کہ کعب احبار نے فرمایا شریروں کے

سردار کو بلایا جائے گا اور اسے کہا جائے گا اپنے رب کے پاس چل پھر اسے اللہ تعالیٰ کے پاس لایا جائے گا تو اللہ تعالیٰ اس سے پردہ کرلیں گے اور اسے دوزخ میں داخل کرنے کا حکم کر دیا جائے گا، پس اسے اس کا اور اس کے دوستوں کا ٹھکانا دکھایا جائے گا اور کہا جائے گا یہ فلاں کی منزل ہے اور یہ فلاں کی پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جو جو عذاب تیار کر رکھے ہیں وہ ان کو دیکھے گا اور اپنی منزل کو بھی، تو سب منزلوں سے بدترین دیکھے گا، حضرت کعبؓ فرماتے ہیں اس کے بعد اس کا منہ کالا کر دیا جائے گا، اس کی آنکھوں کی بینائی چھین لی جائے گی اور اس کے سر پر آگ کی ٹوپی رکھ دی جائے گی پھر جیسے ہی وہ اس حالت میں چلے گا اور اسے جو جماعت بھی دیکھے گی اس سے اللہ کی پناہ طلب کرے گی، پھر وہ اپنے ان ساتھیوں کے پاس آئے گا جو شرارتوں میں اس کے ساتھ ہوتے اور اس کا تعاون کرتے تھے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جہنم میں تیار کیا ہے وہ بیان کرتا رہے گا یہاں تک کہ اس کے منہ کی سیاہی کی طرح ان سب کے منہ پر بھی سیاہی چڑھ جائے گی، پس لوگ ان کے چہروں کی سیاہی کو پہچان کر کہیں گے یہی لوگ دوزخی ہیں۔ (ابونعیم وغیرہ)

(تنبیہ) دوزخیوں کی یہ حالت دوزخ میں داخل ہونے سے پہلے کی ہے جب یہ جہنم میں داخل ہوں گے تو ان کے جسم کی مقدار بڑھ جائے گی جیسا کہ گذشتہ احادیث میں ذکر ہو چکا ہے۔ (امداد اللہ نور)

دوزخیوں کی عمر

دوزخیوں کی عمر جنتیوں کی عمر کے برابر ہوگی اس سے زیادہ نہیں ہوگی (حدیث) حضرت ابوسعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ مَاتَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ مِنْ صَغِيرٍ أَوْ كَبِيرٍ يُرَدُّونَ أَبْنَاءَ ثَلَاثِينَ فِي الْجَنَّةِ لَا يَزِيدُونَ عَلَيْهَا أَبَدًا وَ كَذٰلِكَ أَهْلُ النَّارِ۔ (ترمذی، باب ماجاء مالا دنی اھل الجنۃ، حدیث نمبر: ۲۴۸۶)

(ترجمہ) جب کوئی فوت ہوتا ہے جب کہ وہ اہل جنت میں سے ہو عمر میں چھوٹا ہو یا بڑا تو یہ جنت میں تیس سال کی عمر میں داخل کیا جائے گا اور اہل دوزخ بھی اسی عمر میں ہوں گے۔

حدیث: حضرت مقدام بن معدیکربؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَا مِنْ أَحَدٍ يَمُوتُ سَقَطًا وَلَا هَرَمًا وَإِنَّمَا النَّاسُ فِيمَا بَيْنَ ذٰلِكَ إِلَّا بُعِثَ ابْنُ ثَلَاثِيْنَ سَنَةً فَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ كَانَ عَلٰى مَسْحَةِ آدَمَ وَصُوْرَةِ يُوْسَفَ وَقَلْبِ أَيُّوْبَ وَمَنْ كَانَ مِنْ أَهْلِ النَّارِ عُظِّمُوا وَفُخِّمُوا كَالْجِبَالِ۔ (جمع الجوامع او الجامع الکبیر، باب حرف المیم: ١/ ٢١١٥٢)

(ترجمہ) جو کوئی ناقص پیدا ہوتا ہے یا بوڑھا جب کہ لوگ اسی کے دوران میں عمریں پاتے ہیں اسے تیس سال کی عمر میں اٹھایا جائے گا، اگر وہ جنتی ہوگا تو حضرت آدم علیہ السلام کی شکل، حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن، حضرت ایوب علیہ السلام کے دل پر ہوگا اور جو دوزخی ہوگا اس کو پہاڑوں کی طرح بڑا اور موٹا کر دیا جائے گا، طبرانی کے علاوہ ایک دوسری روایت میں دوزخیوں کی عمر تینتیس سال مذکور ہے۔

دنیا میں دو رخے کے جہنم میں دو مونہہ ہوں گے، بعض دوزخیوں کی دو زبانیں اور دو مونہہ ہوں گے

(حدیث) حضرت عمارؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَنْ كَانَ لَهُ وَجْهَانِ فِي الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ مِنْ نَارٍ۔ (ابوداؤد، باب فی الوجهین، حدیث نمبر: ٤٢٣٠)

(ترجمہ) جو دنیا میں دو رخا ہو گا اس کی قیامت میں آگ کی دو زبانیں ہوں گی۔

(حدیث) حضرت ابو سعیدؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ذُوْ الْوَجْهَيْنِ فِي الدُّنْيَا ، يَأْتِيْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ، وَلَهُ وَجْهَانِ مِنْ نَّارٍ۔

(المعجم الاوسط للطبرانی، باب المیم من اسمہ: محمد، حدیث نمبر: ۶۴۶۰)

(ترجمہ) دنیا میں دو رخا قیامت میں آئے گا تو اس کے آگ کے دو مونہہ ہوں گے۔

بدشکل صورتوں میں مسخ ہونا

حدیث: اِنَّ اِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اِذَا شفع فی ابیه قیل له یا إبراهیم، انظر ما وراءك. فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُلَطَّخٍ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ۔ (الحدیث صحیح)

(ترجمہ) حضرت ابراہیم علیہ السلام جب اپنے والد کی شفاعت کریں گے تو انہیں حکم ہو گا اے ابراھیم اپنے پیچھے دیکھو جب وہ نظر کریں گے تو ان کے والد بھیڑیے کی شکل میں گندگی یا کیچڑ میں لتھڑے ہوئے ہوں گے اس کے بعد اس کی ٹانگوں سے پکڑ کر دوزخ میں پھینک دیا جائے گا۔

کافر دوزخ میں خنزیر کی شکل میں رہیں گے

(حدیث) اللہ تعالی کے فرمان:

ثُمَّ رَدَدْنَاهُ أَسْفَلَ سَافِلِينَ۔ (سورۃ التین: ۵)

ترجمہ: پھر ہم اس کو پستی کی حالت والوں سے بھی پست کر دیں گے۔

کی تفسیر میں حضرت ابو العالیہؒ فرماتے ہیں کفار کو جہنم میں خنزیر کی شکل میں ڈالا جائے گا۔ (ابن ابی حاتم)

دوزخ کومکمل طور پر بند کرتے وقت شکلیں تبدیل کی جائیں گی

حدیث: حضرت عبداللہ بن مسعودفرماتے ہیں جب اللہ تعالی ارادہ فرمائیں گے کہ کسی کوبھی جہنم سے نہ نکالیں تو ان کی شکلوں اور رنگتوں کوتبدیل فرمادیں گے پھرکوئی بھی نہیں پہچانا جاسکے گا۔

دوزخیوں کی بدبو کا ذکر

دوزخیوں کی بدبو سے سب زمین والے مرجائیں۔

(حدیث) امام اوزاعیؒ نے منصور (بادشاہ) کونصیحت میں فرمایا مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ جبریل علیہ السلام نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بتلایا تھا:

لَوْ أَنَّ رَجُلًا اُدْخِلَ النَّارَ ثُمَّ اُخْرِجَ مِنْهَا لَمَاتَ أَهْلُ الْاَرْضِ مِنْ نَتْنِ رِيْحِهٖ وَتَشْوِيه خَلْقه۔

(ترجمہ) اگرکسی آدمی کو دوزخ میں ڈالا جائے پھراس سے نکال دیا جائے تو اس کی بدبواور بدصورتی (کے عذاب) سے تمام باشندگان زمین مرجائیں۔

(حدیث) حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں۔

لَوْ أَنَّ رَجُلًا ، مِنْ أَهْلِ النَّارِ أُخْرِجَ إِلَى الدُّنْيَا ، لَمَاتَ أَهْلُ الدُّنْيَا مِنْ وَحْشَةِ مَنْظَرِهٖ،وَنَتْنِ رِيْحِهٖ. قَالَ: ثُمَّ بَكٰى عَبْدُاللهِ بُكَاءً شَدِيْدًا ۔ (ابن ابی الدنیا)

(ترجمہ) اگرجہنم میں سے کسی آدمی کو دنیا کی طرف بھیج دیا جائے تو تمام اہل دنیا اس کی بدصورتی کی ہیبت اور بدبودار ہوا سے ہلاک ہوجائیں، راوی کہتے ہیں اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد حضرت عبداللہ (ابن عمرؓ) بہت روئے۔

حضرت ربیع بن راشد ایک اپاہج آدمی کے پاس سے گذرے تو بیٹھ کر اللہ کی تعریف بھی کرنے لگے اور رونے بھی لگے تو ان کے پاس سے ایک آدمی گذرا اور ان سے پوچھا اللہ تم پر رحم کرے کیوں رو رہے ہو؟ فرمایا میں نے جنتیوں اور دوزخیوں کو یاد کرلیا تھا پھر اہل جنت کو صحت مندوں سے تشبیہ دی اور مصیبت زدوں کو اہل جہنم سے تشبیہ دی، یہ وجہ ہے جس نے مجھے رلا دیا ہے۔

اعمال کے مطابق عذاب

آگ کہاں کہاں تک کھائے گی۔

(حدیث) حضرت سمرہ بن جندبؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى كَعْبَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى رُكْبَتَيْهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى حُجْزَتِهِ وَمِنْهُمْ مَنْ تَأْخُذُهُ النَّارُ إِلَى تَرْقُوَتِهِ۔

(مسلم، فی شدۃ حر نار جہنم، حدیث نمبر: ۵۰۸۰)

(ترجمہ) اہل دوزخ میں سے بعض کو ٹخنوں تک آگ جلائے گی اور بعض کو گھٹنوں تک اور بعض کو کمر تک اور بعض کو ہنسلی کی ہڈی تک

حدیث: حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا رَجُلٌ مُنْتَعِلٌ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ مَعَ إِجْرَاءِ الْعَذَابِ وَمِنْهُمْ مَنْ فِي النَّارِ إِلَى كَعْبَيْهِ مَعَ إِجْرَاءِ الْعَذَابِ وَمِنْهُمْ مَنْ فِي النَّارِ إِلَى رُكْبَتَيْهِ مَعَ إِجْرَاءِ الْعَذَابِ وَمِنْهُمْ مَنْ فِي النَّارِ إِلَى أَرْنَبَتِهِ مَعَ إِجْرَاءِ الْعَذَابِ وَمِنْهُمْ مَنْ فِي النَّارِ إِلَى صَدْرِهِ مَعَ إِجْرَاءِ الْعَذَابِ قَدِ اغْتُمِرَ۔ (مسند امام احمد)

(ترجمہ) دوزخیوں میں سب سے کم عذاب اس آدمی کو ہوگا جسے آگ کی دو جوتیاں پہنائی جائیں گی جن سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا اور ان کے عذاب میں پریشان حال ہوگا اور ان میں سے ایک وہ بھی ہوگا جو آگ میں اپنے گھٹنوں تک غرق ہوگا اور اس کے عذاب کی شدت سے دوسروں کے حال سے بے خبر ہوگا اور ان میں سے کوئی اس حال میں ہوگا کہ آگ اس کی ناک کے سرے تک ہوگی اور وہ اس کی شدت سے دوسروں کی تکالیف سے بے خبر رہے گا اور ان میں سے کسی کے سینہ تک آگ ہوگی اور وہ اس کی تکلیف سے دوسروں کے عذاب سے بے خبر ہوگا اور ان میں سے کوئی ایسا بھی ہوگا جو سر سے پاؤں تک آگ میں ڈوبا ہوگا۔

کم عذاب والا دوزخی

(حدیث) حضرت نعمان بن بشیرؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَوْمَ الْقِيَامَةِ رَجُلٌ عَلَى أَخْمَصِ قَدَمَيْهِ جَمْرَتَانِ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِي الْمِرْجَلُ وَالْقُمْقُمُ۔ (بخاری، باب صفۃ الجنۃ والنار، حدیث نمبر: ۶۰۷۷)

(ترجمہ) اہل جہنم میں سب سے کم عذاب میں وہ آدمی ہوگا جس کے قدموں کے اٹھے ہوئے تلووں کے نیچے دو انگارے ہوں گے ان سے اس کا دماغ اس طرح کھولے گا جس طرح تانبے کی گرم پانی والی ہنڈیا کھولتی ہے۔ (حدیث) حضرت نعمان بن بشیرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **إِنَّ أَهْوَنَ أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا مَنْ لَهُ نَعْلَانِ وَشِرَاكَانِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي مِنْهُمَا دِمَاغُهُ كَمَا يَغْلِ الْمِرْجَلُ مَا يَرَى أَنَّ أَحَدًا أَشَدُّ مِنْهُ عَذَابًا وَإِنَّهُ لَأَهْوَنُهُمْ عَذَابًا۔** (مسلم، باب اھون اھل النار عذابا، حدیث نمبر: ۳۱۴)

(ترجمہ) دوزخیوں میں سب سے کم عذاب میں آگ کے دو جوتوں اور (جوتوں کے) اوپر کے دو تسموں والا ہوگا جن سے اس کا دماغ اس طرح کھولتا ہوگا جس طرح ہنڈیا کھولتی ہے، اس کے خیال میں اس سے زیادہ عذاب میں اور کوئی مبتلا نہ ہوگا حالانکہ وہ اہل جہنم میں سب سے کم عذاب میں ہوگا۔

(حدیث) حضرت ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إِنَّ أَدْنَى أَهْلِ النَّارِ عَذَابًا يَنْتَعِلُ بِنَعْلَيْنِ مِنْ نَارٍ يَغْلِي دِمَاغُهُ مِنْ حَرَارَةِ نَعْلَيْهِ۔ (مسلم، باب اھون اھل النار عذابا، حدیث نمبر: ۳۱۱)

(ترجمہ) اہل دوزخ میں سب سے کم عذاب میں وہ شخص مبتلا ہوگا جس نے آگ کے دو جوتے پہنے ہوں گے جن کی گرمی سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا۔

ابوطالب جہنم کے عذاب میں۔

(حدیث) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا ابوطالب کا ذکر کیا گیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

لَعَلَّهُ تَنْفَعُهُ شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيُجْعَلُ فِي ضَحْضَاحٍ مِنَ النَّارِ يَبْلُغُ كَعْبَيْهِ يَغْلِي مِنْهُ دِمَاغُهُ۔ (بخاری، باب قصۃ ابی طالب، حدیث نمبر: ۳۵۹۶)

(ترجمہ) شاید ان کو قیامت کے دن میری سفارش کام دے جائے اور انہیں پایاب آگ میں ڈال دیا جائے جو ان کے ٹخنوں تک پہنچے گی جن سے ان کا دماغ (ہانڈی میں پانی کی طرح) اچھلتا ہوگا۔

بخاری اور مسلم ہی میں ہے کہ حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیا ابوطالب کو کوئی فائدہ بھی ہوگا؟ وہ تو آپ کی حفاظت کرتا تھا اور آپ کی وجہ سے

ناراض بھی ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، ہاں وہ گھٹنوں تک کی آگ میں ہے، اگر یہ بات نہ ہوتی تو وہ جہنم میں سب سے نچلے طبقہ میں ہوتے اور مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''میں نے انہیں آگ میں غوطے کھاتے ہوئے پایا تو انہیں پاؤں تک پہنچنے والی آگ کی طرف نکال دیا'' اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت میں مسلم شریف میں یہ بھی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اہل جہنم میں سب سے کم عذاب ابوطالب کو ہوگا وہ دو جوتے پہنے ہوں گے جن سے ان کا دماغ کھولتا ہوگا۔

(حدیث) حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا: **ان اشد الناس عذابا رجل یرمی به فیھا فیھوی فیھا سبعین خریفا وان ادنی اھل النار عذابا رجل فی ضحضاح من النار یغلی منه دماغه حتی یخرج من منخره۔** (بضعف الحکم بن ظهیر)

(ترجمہ) لوگوں میں سب سے سخت عذاب میں وہ آدمی مبتلا ہوگا جسے جہنم میں پھینکا جائے گا تو وہ ستر سال تک اس میں گرتا رہے گا اور اہل جہنم میں سب سے ہلکے عذاب میں وہ شخص ہوگا جو ٹخنوں تک کی آگ میں ہوگا جس سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا یہاں تک کہ اس کے نتھنوں سے نکل پڑے گا۔

(حدیث) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اہل کبائر موحدین کا ذکر کیا تو فرمایا:

ومِنهُم مَن تَأخُذُهُ إلى رُكبَتَيهِ ومِنهُم مَن تَأخُذُهُ إلى حُجزَتِهِ ومِنهُم مَن تَأخُذُهُ إلى عُنُقِهِ على قدر ذنوبهم واعمالهم۔ (وھو منکر قاله الدارقطنی وغیرہ)

(ترجمہ) ان میں سے کوئی ایسا ہوگا کہ آگ نے اس کے گھٹنوں تک پکڑا ہوگا

اور ان میں سے کوئی ایسا ہوگا کہ آگ نے اس کی کمر تک پکڑا ہوگا اور ان میں کوئی ایسا ہوگا کہ آگ نے اس کی گردن تک پکڑا ہوگا، یہ سب گناہوں اور بد اعمالیوں کے بقدر ہوگا۔ (حدیث) حضرت عبید بن عمیرؓ کہتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إن أدنى أهل النار عذابا لرجل عليه نعلان من نار يغلي منهما دماغه كأنه مرجل، مسامعه جمر وا، وأضراسه جمر، وأشفاره لهب النار، ويخرج أحشاء جنبيه من قدميه، وسائرهم كالحب القليل في الماء الكثير فهو يفور۔

(خرجه هناد بن السري في كتاب الزهد باسناد صحيح)

(ترجمہ) اہل جہنم میں سب سے کم عذاب میں وہ شخص ہوگا جس کے آگ کے دو جوتے ہوں گے جن سے اس کا دماغ کھولتا ہوگا گویا کہ وہ ہنڈیا ہے اس کے کان انگارے ہیں اور اس کی داڑھیں اور دانت (بھی) انگارے ہیں اور اس کے ہونٹ آگ کے شعلے ہیں، سینے اور پیٹ کے اندر کی تمام اشیاء پاؤں کے درمیان سے نکل پڑیں گی، یہ اہل جہنم سب کے سب بہت سارے پانی میں معمولی سے دانے کی مانند ہوں گے جب کہ وہ پانی بھی کھولتا ہو۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمان باری تعالی فَاطَّلَعَ فَرَآهُ فِي سَوَاءِ الْجَحِيمِ ۔(الصافات:۵۵) کی تفسیر میں فرمایا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جہنم میں جھانک کر دیکھا پھر اپنی امت کو بھی اس میں دیکھا تو فرمایا میں نے ایک قوم کی کھوپڑیوں کو دیکھا جو جوش کے ساتھ ابل رہی تھیں۔ (ہناد بن سری کتاب الزہد)

حضرت مجاہد نے فرمان باری تعالی: سَمِعُوا لَهَا شَهِيقًا وَهِيَ تَفُورُ (ملک:۷) کی

تفسیر میں فرمایا: جہنم دوزخیوں کو اس طرح اچھالیگی جس طرح چھوٹا سا دانہ بہت سے پانی میں اچھلتا ہے (ہناد بن سری کتاب الزھد)

حضرت سفیان ثوری سے بھی اس آیت کے متعلق یہی تفسیر منقول ہے۔

(حدیث) حضرت عکرمہؓ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

إن أهون أهل النار عذابا رجل يطأ جمرة يغلي منها دماغه، قال: فقال أبو بكر الصديق: وما كان جرمه؟ يا رسول الله! قال: كانت له ماشية يغشى بها الزرع ويؤذيه۔ (مصنف عبدالرزاق،:۱۰/۸۵)

(ترجمہ) اہل دوزخ میں سب سے کم عذاب میں وہ آدمی مبتلا ہوگا جو ایک انگارے کو روندتا ہوگا، تو حضرت ابوبکر صدیقؓ نے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس (انگارے) کا جثہ کتنا ہوگا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس دوزخی کا ایک جانور ہوگا جس کے ساتھ وہ (کھیتی کرتے ہوئے) بیج کو چھپاتا ہوگا اور وہ (اس دوزخی کو بیج کے چھپاتے ہوئے) تکلیف دیتا ہوگا (یعنی وہ انگارہ کھیتی کے ایک بیج کی بقدر ہوگا)

دنیا کا بڑا عیش پرست

(حدیث) حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

يُؤْتَى بِأَنْعَمِ أَهْلِ الدُّنْيَا مِنْ أَهْلِ النَّارِ فَيُصْبَغُ فِي النَّارِ صَبْغَةً ثُمَّ يُقَالُ له يَا ابْنَ آدَمَ هَلْ رَأَيْتَ خَيْرًا قَطُّ؟ هَلْ مَرَّ بِکَ نَعِيمٌ قَطُّ؟ فَيَقُولُ لَا وَاللَّهِ يَا رَبِّ۔ (مسلم)

(ترجمہ) دوزخیوں میں سے ایسے آدمی کو پیش کیا جائے گا جسے دنیا میں سب سے زیادہ نعمتیں عطا کی گئی تھیں پھر اسے جہنم میں ایک غوطہ دیا جائے گا اور پوچھا جائے گا

اے آدم زاد تو نے کبھی خیر کیا کبھی تیرے پاس سے کسی نعمت کا گذر ہوا؟ تو وہ جواب دے گا اے میرے رب اللہ کی قسم ہے میں نے کوئی بھلائی اور نعمت نہیں دیکھی۔

(فائدہ) اہل جہنم کے عذاب میں فرق ان کی بداعمالیوں کے حساب سے ہوگا جیسا کہ سورہ انعام آیت ۱۳۲ میں اللہ تعالی فرماتے ہیں ہر ایک جن وانس نیک و بد کے لئے (جزاء وسزا کے) ویسے ہی درجات ہوں گے ان کے اعمال کے سبب اور سورہ نبا آیت نمبر ۲۶ میں فرماتے ہیں" (ان اہل جہنم کو) پورا بدلہ ملے گا" پس جس آدمی نے کفر میں شدت اختیار کی زمین میں فساد برپا کیا اور کفر کی طرف دعوت دی وہ عذاب میں ایسے آدمی کی طرح نہیں ہوگا جو اس کی طرح کا نہیں ہوگا، اللہ تعالی سورہ نحل آیت ۸۸ میں فرماتے ہیں جو لوگ (خود بھی) کفر کرتے تھے (اور دوسروں کو بھی) اللہ کی راہ میں (یعنی دین) سے روکتے تھے ان کے لئے ہم ایک سزا پر (کہ کفر کے مقابلہ میں ہوگی) دوسری سزا بمقابلہ ان کے فساد کے (کہ راہ خدا سے روکتے تھے) بڑھادیں گے اور سورہ مؤمن آیت ۴۶ میں فرماتے ہیں اور جس روز قیامت قائم ہوگی (حکم ہوگا کہ) فرعون والوں کو (مع فرعون کے) نہایت سخت عذاب میں داخل کرو۔

اسی طرح جہنم میں گناہگار توحید پرستوں کے عذاب میں بھی ان کے حسب اعمال فرق ہوگا پس کبیرہ گناہوں کے مرتکبوں کی سزا صغیرہ گناہوں والے حضرات کی طرح نہیں ہوگی اور ان کے بعض افراد سے ان کی دوسری نیکیوں کی بدولت یا کسی اور وجہ سے عذاب میں کمی کردی جائے گی، اسی وجہ سے ان میں بعض لوگ آگ میں فوت ہوجائیں گے (یہ ذبح موت سے پہلے کی حالت ہوگی؛ کیونکہ ذبح موت کے بعد جنتی جنت میں اور دوزخی دوزخ میں ہمیشہ کے لئے رہیں گے پھر کسی پر موت نہیں آئے گی۔

کیا کافروں کو عدل واحسان کا بدلہ ملے گا؟

(سوال) ایسے کفار جن کی مخلوق میں عدل اور احسان جیسی نیکیاں ہوں گی کیا ان سے جہنم کا عذاب کم ہوگا یا نہیں؟

(جواب) اس کے متعلق بزرگوں کے دو مذہب ہیں۔

پہلا مذہب۔

یہ ہے کہ ان کی غموں کی وجہ سے ان کے عذاب میں کمی کی جائے گی یہ مذہب ابن لہیعہ نے عطاء بن دینارؒ کے واسطہ سے حضرت سعید بن جبیرؒ سے نقل کیا ہے اور (مفسر) ابن جریر طبری وغیرہ نے بھی اس کو اختیار کیا ہے۔

(حدیث) حضرت عائشہؓ نے سوال کیا اے اللہ کے رسول! عبداللہ بن جدعان (جو حالت کفر میں فوت ہوا وہ) کہاں ہے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جہنم میں، تو حضرت عائشہؓ غمناک ہوگئیں اور ان پر غم بہت بڑھ گیا جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے (ان کی) یہ حالت دیکھی تو پوچھا اے عائشہ تجھ پر کیا چیز گراں گذری؟ تو انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ پر میرے ماں باپ قرباں ہوں وہ تو کھانے کھلاتا تھا ،صلہ رحمی کرتا تھا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تو نے جو صفت ذکر کی ہے یہ اس پر عذاب کم کردے گی۔ (مکارم الاخلاق للحرا علی بارسال)

(حدیث) حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

مَا أَحْسَنَ مُحْسِنٍ مِنْ مُسْلِمٍ وَلَا كَافِرٍ إِلَّا أَثَابَهُ اللّٰهُ ، قُلْنَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ مَا إِثَابَةُ الْكَافِرِ ؟ قَالَ : الْمَالُ وَالْوَلَدُ وَالصِّحَّةُ وَأَشْبَاهُ ذٰلِكَ . قُلْنَا وَمَا إِثَابَتُهُ فِي

الْآخِرَة ؟ قَالَ : عَذَابًا دُونَ الْعَذَابِ . ثُمَّ قَرَأَ : أَدْخِلُوا آلَ فِرْعَوْنَ أَشَدَّ الْعَذَابِ۔ (غافر:۴۶) (فتح الباری: صفۃ الجنۃ والنار)

(ترجمہ) کافر یا مسلمان نے جو نیکی بھی کی اللہ عزوجل اسے دنیا میں جلد ہی بدلہ دے دیتے ہیں، ہم نے عرض کیا اے اللہ کے رسول، اللہ کافر کو دنیا میں کیا بدلہ دیتے ہیں؟ تو فرمایا اگر اس نے صلہ رحمی کی ہوگی یا صدقہ کیا ہوگا یا کوئی نیک عمل کیا ہوگا تو اللہ تعالی مال یا اولاد یا صحت یا اس کے مشابہ کوئی انعام دیدیتے ہیں، ہم نے عرض کیا آخرت میں کافر کو کیا انعام ملے گا؟ تو فرمایا عذاب میں کمی کی جائے گی (لیکن کفر کی وجہ سے رہے گا ہمیشہ عذاب میں) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ آیت پڑھی (ترجمہ) فرعون والوں کو سخت ترین عذاب میں داخل کردو۔

ابو طالب کے عذاب میں ان کے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے عذاب میں تخفیف کی احادیث پہلے گذر چکی ہیں، طبرانی میں، بسند ضعیف حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ حضرت حارث بن ہشام نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس حجۃ الوداع کے روز حاضر ہوئے اور پوچھا آپ تو صلہ رحمی، حسن سلوک، یتیم پروری اور ضعیف اور مسکین کو کھانا کھلانے کی خوب ترغیب دیتے ہیں؛ جبکہ یہ سب کچھ ہشام بن مغیرہ بھی کیا کرتا تھا اے رسول اللہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اس کے متعلق کیا گمان ہے؟ فرمایا ہر وہ قبر جس کا مکین لا الہ الا اللہ کی گواہی نہ دے تو وہ جہنم کے گڑھوں میں سے ایک گڑھا... بلاشبہ میں نے اپنے چچا ابو طالب کو آگ میں تیرتا ہوا پایا تو اللہ تعالی نے میری وجہ سے اور اس کے میرے ساتھ حسن سلوک کی وجہ سے جہنم کی ٹخنوں تک آنے والی آگ میں منتقل کردیا۔

ان روایات سے یہی ثابت ہوتا ہے کہ بعض کو ان کے دنیا میں نیک اعمال کرنے کے بدلے میں جہنم کی سزا میں کمی کی جائے گی، لیکن یہ کمی جو احادیث میں وارد ہے یہ اللہ تعالی کے فضل پر موقوف ہے، ورنہ عمومی قاعدہ یہی ہے کہ کفار خدا کی رحمت کے مستحق نہیں اور یہ اپنے اعمال بد کی سزا پا کر رہیں گے، یہی اکثر علماء اور بزرگان دین اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے۔

دوزخیوں کی بدبو سے دوسرے دوزخیوں کا پناہ مانگنا

دوزخیوں میں سے بعض ایسے بھی ہوں گے کہ اہل جہنم ان کے عذاب سے پناہ مانگیں گے (یہ پناہ مانگنا) یا تو ان کی بدبو کی وجہ سے ہوگا یا کسی دوسری وجہ سے۔

(حدیث) حضرت بریدہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ان ریح فروج اھل الزنا الیوذی اھل النار۔

(ترجمہ) زنا کاروں کی شرمگاہوں کی بدبو اہل جہنم کو تکلیف میں مبتلا کر دے گی۔

(حدیث) مکحول نے مرفوعاً بیان کیا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

تروح اھل النار برائحۃ فیقولون: ربنا ما وجدنا ریحا منذ دخلنا النار انتن من ھذہ الرائحۃ فیقول: ھذا رائحۃ فروج الزناۃ۔

(ترجمہ) اہل جہنم (ایک خاص قسم کی) بدبو سونگھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے پروردگار جب سے ہم جہنم میں داخل ہوئے ہم نے اس سے زیادہ بدبو نہیں پائی؟ تو جواب ملے گا یہ زنا کاروں کی شرمگاہوں کی بدبو ہے۔

(حدیث) شفي بن ماتع الاصبحي سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

أربعة يؤذون أهل النار على ما بهم من الأذى، يسعون ما بين الحميم والجحيم يدعون بالويل والثبور، ويقول أهل النار بعضهم لبعض: ما بال هؤلاء قد آذونا على ما بنا من الأذى؟ قال: فرجل مغلق عليه تابوت من جمر، ورجل يجر أمعاءه، ورجل يسيل فوه قيحاً ودماً، ورجل يأكل لحمه، فيقال لصاحب التابوت: ما بال الأبعد قد آذانا على ما بنا من الأذى؟ فيقول: إن الأبعد مات وفي عنقه أموال الناس، ثم يقال للذي يجر أمعاءه: ما بال الأبعد قد آذانا على ما بنى من الأذى؟ فيقول: إن الأبعد كان لا يبالي أين أصاب البول منه لا يغسله، ثم يقال للذي يسيل فوه قيحا ودما: ما بال الابعد قد آذانا على ما بنا من الأذى، فيقول: إن الأبعد كان ينظر إلى كلمة فيستلذها كما يستلذ الرفث، ثم يقال للذي كان يأكل لحمه: ما بال الأبعد قد آذانا على ما بنى من الأذى، فيقول: أن الابعد كان يأكل لحوم الناس ۔ (حلیۃ الاولیاء: ۲/ ۳۳۹)

(ترجمہ) چار قسم کے لوگ ایسے ہوں گے جو اپنے عذاب کی وجہ سے اہل دوزخ کو بھی عذاب میں مبتلا کر دیں گے، (طبقات جہنم) جحیم اور حمیم کے درمیان (اپنے جسم کے موٹے ہونے کے اعتبار سے) پھیلے ہوں گے اور ہلاکت اور موت موت پکارتے ہوں گے، تو دوزخی آپس میں ایک دوسرے کو کہیں گے یہ لوگ کتنے سخت عذاب میں ہیں انہوں نے تو ہمیں بھی مصیبت میں ڈال رکھا ہے؛ جبکہ ہم (پہلے ہی سے کوئی) کم عذاب میں نہیں ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا (ان میں کا ایک) آدمی تو وہ گا جس پر (بہت بڑے) انگارے کا بند تابوت ہوگا اور ایک آدمی اپنی آنتوں کو گھسیٹتا ہوگا اور ایک آدمی

کے منہ سے پیپ اور خون بہتا ہوگا اور ایک آدمی خود اپنا ہی گوشت کھاتا ہوگا، پس تابوت والے سے پوچھا جائے گا، تم کتنے سخت عذاب میں مبتلا ہو کہ ہمیں بھی مصیبت میں ڈال رکھا ہے جبکہ ہم پہلے ہی سے عذاب میں ہیں۔

ہر طرف سے موت پکارے گی

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

وَيَأْتِيهِ الْمَوْتُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَمَا هُوَ بِمَيِّتٍ وَمِنْ وَرَائِهِ عَذَابٌ غَلِيظٌ ۔ (ابراھیم: ۱۷)

(ترجمہ) اور ہر (چہار) طرف سے اس پر (سامان) موت کی آمد ہوگی اور وہ کسی طرح مرے گا نہیں (بلکہ یوں ہی سسکتا رہے گا) اور (پھر یہ بھی نہیں کہ یہی عذاب مذکور ایک حالت پر رہے؛ بلکہ) اس (شخص) کو اور (زیادہ) سخت عذاب کا سامنا (برابر) ہوا (کرے) گا (جس سے عادت پڑنے کا احتمال ہی نہیں ہو سکتا۔

حضرت ابراھیم (نخعی) ویاتیہ الموت الخ) کی تفسیر میں فرماتے ہیں (اس کے پاس ہر طرف سے) حتی کہ اس کے بدن کے ہر بال کے نیچے سے (موت ہی موت گھیرے ہوگی) حضرت ضحاک فرماتے ہیں حتی کہ پاؤں کے انگوٹھوں سے (بھی موت نے گھیرا ہوگا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کو موت کی سختی اور درد انگیزی کے ساتھ اس کے بدن کے ہر ہر عضو اور ہر ہر بال اور ناخن سے عذاب پہنچے گا اور اس حالت میں بھی وہ اپنے آپ کو (جہنم سے) نہیں نکال سکے گا تاکہ اسے راحت پہنچائے۔

ابن جریج فرماتے ہیں اس کی روح گلے میں اٹکی ہوگی اس کے منہ سے نکل نہ سکے گی جس سے اسے سکون مل سکے اور نہ ہی پیٹ میں اپنی جگہ واپس لوٹ سکے گی۔

جماعت مفسرین اسی بناء پر فرمان باری تعالیٰ: ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى۔ (الاعلیٰ: ۱۳) کی تفسیر فرمائی۔

(جب کہ) امام اوزاعیؒ بلال بن سعد سے نقل کرتے ہیں کہ روز قیامت جہنم کو پکارا جائے گا کہ اے آگ! جلا ڈال، اے آگ! تندرست کر، اے آگ چیخ و پکار سے واویلا مچا، کھا جا لیکن ہلاک نہ کرنا۔

کفار کو جہنم کا عذاب ہمیشہ کے لئے ہوگا ہمیشہ رہیں گے

کفار کو آگ کے عذاب میں نہ تو وقفہ ہوگا اور نہ ختم ہوگا اور کم ہوگا؛ بلکہ بدستور ہمیشہ کے لئے مسلط رہے گا۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے (پہلا ارشاد)

إِنَّ الْمُجْرِمِينَ فِي عَذَابِ جَهَنَّمَ خَالِدُونَ ، لَا يُفَتَّرُ عَنْهُمْ وَهُمْ فِيهِ مُبْلِسُونَ۔ (الزخرف: ۷۴)

(ترجمہ) بے شک نافرمان (یعنی کافر) لوگ عذاب دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے وہ (عذاب) ان (پر) سے ہلکا نہ کیا جائے گا اور وہ اسی (عذاب) میں مایوس پڑے رہیں گے۔

وَالَّذِينَ كَفَرُوا لَهُمْ نَارُ جَهَنَّمَ لَا يُقْضَى عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمْ مِنْ عَذَابِهَا۔ (فاطر: ۳۶)

(ترجمہ) اور جو لوگ کافر ہیں ان کے لئے دوزخ کی آگ ہے، نہ تو ان کو موت ہی آئے گی کہ مر ہی جائیں (اور مر کر چھوٹ جائیں) اور نہ دوزخ کا عذاب ہی ان سے ہلکا کیا جائے گا۔

فَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْصَرُونَ۔ (البقرۃ:۸۶)

(ترجمہ) نہ ان سے عذاب ہلکا کیا جائے گا اور نہ ان کی مدد کی جائے گی۔

وَقَالَ الَّذِينَ فِي النَّارِ لِخَزَنَةِ جَهَنَّمَ ادْعُوا رَبَّكُمْ يُخَفِّفْ عَنَّا يَوْمًا مِنَ الْعَذَابِ، قَالُوا أَوَلَمْ تَكُ تَأْتِيكُمْ رُسُلُكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا بَلَى قَالُوا فَادْعُوا وَمَا دُعَاءُ الْكَافِرِينَ إِلَّا فِي ضَلَالٍ۔ (غافر:۴۹،۵۰)

(ترجمہ) اور جتنے لوگ دوزخ میں ہوں گے (یعنی بڑے اور چھوٹے تابع اور متبوع سب مل کر) جہنم کے مؤکل فرشتوں (داروغوں) سے درخواست کے طور پر) کہیں گے کہ تم ہی اپنے پروردگار سے دعا کرو کہ کسی دن تو ہم سے عذاب ہلکا کردے (یعنی عذاب کے بالکل ہٹ جانے یا ہمیشہ کے لئے کم ہوجانے کی امید تو نہیں، کم از کم ایک روز کی تو کچھ چھٹی مل جایا کرے) فرشتے کہیں گے کہ (یہ بتلاؤ) کیا تمہارے پاس تمہارے پیغمبر معجزات لے کر نہیں آتے رہے (اور دوزخ سے بچنے کا طریقہ نہیں بتلاتے رہے تھے؟) دوزخی کہیں گے ہاں آتے تو رہے تھے (مگر ہم نے ان کا کہنا نہ مانا: قَدْ جَاءَنَا نَذِيرٌ فَكَذَّبْنَا فرشتے کہیں گے کہ تو پھر (ہم تمہارے لئے دعا نہیں کرسکتے کیونکہ کافروں کے لئے دعا کرنے کی ہم کو اجازت نہیں ہے) کافروں کی دعاء (آخرت میں) محض بے اثر ہے (کیونکہ آخرت میں کوئی دعاء بغیر ایمان کے قبول نہیں ہوسکتی اور ایمان کا موقعہ دنیا ہی میں تھا وہ تم کھو چکے۔

احمد بن ابی الحواری فرماتے ہیں کہ میں نے اسحاق بن ابراھیم کو (جامع مسجد دمشق کے منبر پر) یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جنتی پر کوئی گھڑی ایسی نہیں آئے گی مگر اس پر ایسی

ایسی نعمتوں کا اضافہ کیا جائے گا جن کو وہ پہلے سے جانتا بھی نہ ہوگا، اور دوزخی پر (بھی) کوئی گھڑی ایسی نہیں آئے گی مگر وہ نئے آنے والے عذاب سے ناواقف ہوگا، اللہ کا ارشاد ہے۔

فَذُوقُوا فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا۔ (النباء: ۳۰)

(اسی عذاب میں) مبتلا رہو ہم ہرگز نہیں اضافہ کریں گے مگر (تم پر) عذاب (ہی بڑھاتے رہیں گے۔

حضرت حسن (بصری) فرماتے ہیں میں نے حضرت ابو برزہؓ سے سوال کیا اہل جہنم پر سب سے زیادہ سخت آیت کون سی ہے؟ تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فَذُوقُوا فَلَنْ نَزِيدَكُمْ إِلَّا عَذَابًا کی تلاوت کی پھر فرمایا خدا کی نافرمانیاں کرتے ہوئے اہل جہنم نے اپنے آپ کو ہلاکت (جہنم) میں ڈال دیا۔ (ابن ابی حاتم، وخرجہ البیہقی ولم یرفعہ)

(مشہور تابعی حضرت) مجاہدؒ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ دوزخیوں کا آرام بس یہی ہوگا کہ ان میں سے ہر ایک اپنا ہاتھ اپنی کوکھ پر رکھ لیا کرے گا اور اہل جہنم کے لئے اتنی اقسام کے عذاب ہیں جن کی اللہ تعالی نے دنیا میں اپنی مخلوق کو (سب کی) اطلاع نہیں فرمائی۔

مبارکؒ حضرت حسن (بصری) سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے زنجیروں، طوقوں اور آگ کا ذکر فرمایا ہے جبکہ ان میں سے کوئی عذاب دنیا میں نہیں ہے، پھر انہوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی: وَآخَرُ مِنْ شَكْلِهِ أَزْوَاجٌ۔ (ص: ۵۸)

(ترجمہ) اور (اس کے علاوہ) اور بھی اس قسم کی (ناگوار اور موجب آزار) طرح طرح کی چیزیں (عذاب موجود) ہیں (اس کو بھی چکھیں گے۔

محدث ابو یعلی فرماتے ہیں ہمیں شریح نے انہیں ابراھیم بن سلیمان نے اعمش سے بواسطہ حسن حضرت ابن عباس سے زِدْنَاهُمْ عَذَابًا فَوْقَ الْعَذَابِ کے متعلق بیان کیا کہ انہوں نے فرمایا یہ عرش کے نیچے پانچ قسم کی نہریں ہیں بعض سے رات کے وقت بعض سے دن کے وقت عذاب دیا جائے گا۔ (ابو یعلی موصلی)

اعتراض کے جوابات (حاشیہ مضمون بالا)۔

اللہ تعالی نے انسانوں اور جنات کو اس لئے تخلیق کیا ہے کہ اس کی عبادت کریں اور اسی کے احکام کی پیروی کریں اگر انہوں نے اپنے مقصد تخلیق کو پس پشت ڈال دیا تو وہ سزا کے مستحق ٹھہرائے جائیں گے اسی لئے اللہ تعالی نے جنت اور دوزخ کو پیدا فرمایا ہے تا کہ اپنے فرمانبرداروں کی آنکھیں جنت کی ابد الاباد کی نعمتوں سے ٹھنڈا کرے اور اپنے نافرمانوں کو دوزخ کی گوناں گوں تکالیف سے دو چار کرے۔

اللہ کے نافرمانوں کی دو قسمیں ہیں

ایک تو وہ نافرمان ہیں جن کے عقائد بالکل درست ہیں لیکن اعمال صالحہ میں کوتاہی ہوئی اور حدود اللہ کی پابندی نہ کی تو ایسے لوگ یا تو اللہ کے فضل و کرم سے یا شفاعت سے بغیر سزا کے جنت میں چلے جائیں گے یا دوزخ میں سزا پا کر جنت میں داخل ہوں گے۔

دوسرے وہ نافرمان ہیں جنہوں نے ایسے ایسے گناہوں کا ارتکاب کیا جس کی سزا

ہمیشہ کے لئے دوزخ ہے جیسے کفر و شرک ان کی کسی صورت میں مغفرت نہیں ہوگی جیسا کہ فرمان خداوندی ہے۔

إِنَّهُ مَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللَّهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَأْوَاهُ النَّارُ۔ (مائدۃ:۷۲)

(ترجمہ) یقیناً جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اس پر اللہ نے جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے۔

إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَمَاتُوا وَهُمْ كُفَّارٌ أُولَٰئِكَ عَلَيْهِمْ لَعْنَةُ اللَّهِ وَالْمَلَائِكَةِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ، خَالِدِينَ فِيهَا لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُونَ۔ (بقرہ:۱۶۲)

(ترجمہ) بلاشبہ جن لوگوں نے کفر کیا اور اسی کفر کی حالت میں مر گئے ان پر اللہ کے فرشتوں کی اور آدمیوں کی سب کی لعنت ہے اس میں وہ ہمیشہ کے لئے رہیں گے ان کے عذاب میں کمی نہیں کی جائے گی اور نہ ان کو مہلت دی جائے گی۔

اس مضمون کی اور بھی بہت سی آیات ہیں ہم نے اختصار کے طور پر انہیں پر اکتفا کیا ہے۔

احادیث مبارکہ میں بھی کفار کا ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہنا ثابت ہے جیسا کہ مذکورہ بالا مضمون میں قارئین نے ملاحظہ فرمایا ہوگا۔

دوام دوزخ کا انکار کفر ہے

جنت کی نعمتیں اور دوزخ کا عذاب ہمیشہ کے لئے ہے جو آدمی یہ کہتا ہے کہ اہل جنت کے جنت میں اور اہل جہنم کے جہنم میں داخلہ کے بعد ایک مدت کے بعد دونوں فنا ہو جائیں گی تو اس نے یہ بات کہہ کر کفر کیا ہے۔ (فقہ اکبر بروایت امام ابو مطیع بلخی:۱۸۱)

دوامِ دوزخ پر امت کا اجماع ہے:

امام ابومنصور عبدالقاہر بغدادی فرماتے ہیں۔

اجمع اھل السنۃ و کل من سلف من اخیار الامۃ علی دوام بقاء الجنۃ و النار و علی دوام نعیم اھل الجنۃ و دوام عناب الکفرۃ فی النار۔ (اصول الدین: ۳۳۸)

یعنی تمام اہل سنت، تمام اسلاف امت کا جنت اور دوزخ کے ہمیشہ کے لئے باقی رہنے پر اجماع اور اتفاق ہے اور (اسی طرح) جنتیوں کے لئے نعمتوں کے ہمیشہ ہونے پر بھی اور کافروں کے ہمیشہ کے لئے دوزخ میں عذاب میں مبتلا ہونے پر بھی اجماع اور اتفاق ہے۔

جنت اور دوزخ کبھی فنا نہیں ہوں گی۔ (فقہ اکبر مترجم: ۸۴، عقیدہ طحاویہ: ۲۳)

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔

زندگی کی فرصت بہت تھوڑی ہے اور ہمیشہ کا عذاب اس پر آنے والا ہے۔ (مکتوبات مترجم: ۱/۳۹)

ہر گناہ میں دوزخ کی خاصیت ہے

نفس دوزخ کی برانچ ہے، جو کچھ برانچ میں جمع کیا جاتا ہے وہ ہیڈ آفس میں جمع ہوجاتا ہے، جو مزاج ہیڈ آفس کا ہوتا ہے وہی برانچ کا ہوتا ہے، لہٰذا جو گناہ و نافرمانی نہیں چھوڑتا اس کے دل میں دوزخ کی خاصیت یعنی بے چینی اور پریشانی شروع ہوجاتی ہے اور دوزخ کا مزاج ہے **لَا يَمُوْتُ فِيْهَا وَلَا يَحْيٰى**۔

دوزخی کو نہ موت آئے گی نہ زندگی ملے گی۔ اسی طرح گنہگاروں کی زندگی ہوتی ہے کہ نہ ان کو موت آتی ہے نہ زندگی ملتی ہے۔ اِن ہی نادان عشاقِ مجازی کے لئے حکیم اختر صاحبؒ نے ایک شعر کہا ہے ؎

نہ نکلی نہ اندر رہی جانِ عاشق
عجب کشمکش میں رہی جانِ عاشق

دوزخ اور اعمالِ دوزخ سے پناہ مانگنا

ایک شخص دوزخ سے تو پناہ مانگتا ہے لیکن اعمالِ دوزخ سے پناہ نہیں مانگتا تو عبث ہے اسی لیے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسی دعا اُمّت کو تلقین فرمائی جس میں جنت اور اعمالِ جنت دونوں کو مانگا گیا ہے اور دوزخ اور اعمالِ دوزخ دونوں سے پناہ مانگی گئی ہے، وہ دعا یہ ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیۡ اَسۡئَلُکَ الۡجَنَّۃَ وَ مَا قَرَّبَ اِلَیۡھَا وَ اَعُوۡذُبِکَ مِنَ النَّارِ وَ مَا قَرَّبَ اِلَیۡھَا۔

ترجمہ: اے اللہ تعالیٰ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں جنت کا اور ان اعمال کا جو جنت سے قریب کر دیں، اور میں آپ سے پناہ مانگتا ہوں دوزخ سے اور ان اعمال سے جو دوزخ سے قریب کر دیں۔

اس دعا میں پورا دین مانگا گیا ہے اس لیے کہ پہلے حصے میں سب معروفات آ گئے اور دوسرے میں سب منکرات آ گئے۔

حرام کی ہر چیز سے بچنا لازم ہے کیونکہ حرام چیز کھا کر دعا کی قبولیت کی امید رکھنا بے وقوفی ہے

بہت سے لوگ حرام کھانے کی حد تک تو پرہیز کرتے ہیں، لیکن حرام کی دوسری چیزیں استعمال کرنے سے پرہیز نہیں کرتے۔ حالاں کہ وہ بھی گناہ ہے۔

اپنے حالات پر غور کریں کہ کن کن راہوں سے ہمارے گھر میں حرام مال گھس رہا ہے۔ کہیں سودی روپیہ تو گھر میں نہیں آرہا ہے، رشوت کا مال تو گھر میں بھرا ہوا نہیں، کسی کی حق تلفی تو نہیں کی، خیانت کر کے کسی کی رقم تو نہیں ماری، کما کر لانے والا کسی ناجائز محکمہ میں ملازم تو نہیں، اگر غور کریں گے تو بہت سی راہیں سمجھ میں آجائیں گی۔ جن کے ذریعے گھر میں ناجائز روپیہ آتا ہے، پھر اس روپیہ سے روٹی پانی کا خرچہ بھی چلتا ہے اور کپڑے بھی بنتے ہیں۔ مکان بھی تعمیر ہوتے ہیں، بنگلہ میں سجاوٹ بھی ہوتی ہے، گاڑی بھی خریدی جاتی ہے۔ جب حرام ہی غذا ہو اور اسی کی خوراک اور پوشاک ہو، اور گھر کا ساز وسامان اسی کے ذریعہ سے حاصل ہوا تو دعا کی قبولیت کی امید رکھنا بہت بڑی بے وقوفی ہے۔

ہر مسلمان پر لازم ہے کہ حرام سے پرہیز کرے، حلال کی فکر کرے، اگرچہ تھوڑا ملے اور روکھی سوکھی روٹی کھانی پڑے اور چھپر میں گزارا کرنا پڑے۔

جو صدقہ دیا وہ بھی وبال ہوگا اور جو مال بچ گیا وہ بھی وبال ہوگا، اور عذاب کا باعث ہوگا، حرام مال سے صدقہ کر کے ثواب کی امید رکھنے کو بعض علماء نے کفر بتایا ہے۔

اصل بات یہ ہے کہ حرام کمانے سے بالکل پرہیز کیا جائے، نہ حرام کمانے کا گناہ ہوگا، نہ ملک میں حرام آئے گا، نہ اپنی جان پر خرچ ہوگا۔

عورتوں کو خاص ہدایت

عورتیں اپنے شوہروں سے کہہ دیں کہ ہم حلال کھائیں گے، حلال پہنیں گے، تمہارے ذمہ ہمارے جن اخراجات کا پورا کرنا لازم ہے حلال سے پورا کرو، ہم حرام

قبول کرنے کو تیار نہیں، پہلے زمانے کی عورتیں ایسی نیک تھیں، خود بھی حرام سے بچتی تھیں اور شوہروں کو بھی بچاتی تھیں، آج کل عورتیں شوہروں اور بیٹوں کو حرام کمانے کی ترغیب دیتی ہیں، اگر شوہر رشوت سے بچے تو اسے کہہ سن کر حرام پر آمادہ کرتی ہیں، گھر میں حرام آتا ہے تو گود بھر کر بیٹھ جاتی ہیں اور نمازوں کے بعد دعائیں بھی کرتی ہیں اور قبولیت دعا کی امید بھی رکھتی ہیں، حرام کے ساتھ دعا کہاں قبول ہوسکتی ہے، اگر تمہارا شوہر یا بیٹا بینک میں یا شراب کے محکمہ میں ملازم ہو یا رشوت لیتا ہو یا کسی بھی طرح حرام کماتا ہو تو اس کو روک دو اور حرام چھڑا کر حلال کمانے کی ترغیب دو، ان احکام میں بہت سے کام کرنے کے ہیں۔ ان کو ''معروف'' یعنی نیکی کہتے ہیں جو خدائے پاک کی پسندیدہ چیزیں ہیں اور بہت سے کام ایسے ہیں جن کا کرنا منع ہے ان کو ''منکر'' کہتے ہیں۔ یعنی برا کام جو خدائے پاک کی شریعت میں نہیں ہے۔ اسلام سے اس کا جوڑ نہیں کھاتا، اللہ تعالیٰ کو نامحبوب اور ناپسند ہے، معروف میں فرائض، واجبات، سنن، مستحبات سب داخل ہیں اور منکر میں حرام، مکروہ (تحریمی وتنزیہی) سب داخل ہیں۔ سب سے بڑی نیکی فرض و واجب کو انجام دینا ہے اور سب سے بڑا گناہ حرام کا ارتکاب کرنا ہے، جو بندہ اسلام قبول کرلیتا ہے، اس کے ذمہ صرف یہی نہیں کہ خود نیک بن جائے بلکہ نیک بننے کے ساتھ دوسروں کو (خصوصاً اپنے ماتحوں کو) نیک بنانا بھی مسلمان کی بہت بڑی ذمہ داری ہے۔

بہت سے لوگ خود تو دین دار ہوتے ہیں مگر ان کو دوسروں کی دین داری کی بالکل فکر نہیں ہوتی۔ حالاں کہ مومن کی خاص صفات جو قرآن مجید میں بیان کی گئی ہیں ان میں نیکیوں کا حکم کرنا اور برائیوں سے روکنا بڑی اہمیت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ (از: علاء الدین قاسمی)

کیا خودکشی کرنے والا ہمیشہ دوزخ میں رہے گا؟

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہر مؤمن جنت میں داخل ہوگا، خودکشی کی وجہ سے آدمی دائرہ ایمان سے باہر نہیں نکلتا، اس لئے انشاء اللہ خودکشی کرنے والا بھی اپنے جرم کی سزا چکھنے کے بعد جنت میں داخل ہوگا۔ (کتاب الفتاویٰ: ۳/۲۴۰،)

ماہ رمضان میں دوزخ کے دروازے بند ہونے اور بہشت کے دروازے کھلنے کی وجہ

حضرت ابی ہریرہ رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے راوی ہیں۔

اِذَا جَاءَ شَهْرُ رَمَضَانَ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّةِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ وَصُفِدتِ الشَّيَاطِيْنُ۔

”یعنی جب رمضان کا مہینہ آتا ہے تو بہشت کے دروازے کھلتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہوجاتے ہیں اور شیطان جکڑے جاتے ہیں۔“

یہ بات ظاہر ہے کہ دنیا میں عام شرور بدیاں جو انسانوں سے سرزد ہوتی ہیں وہ ان کی سیری وقوت جسمی کی وجہ سے ہوتی ہیں جب روزہ کے سبب قوت جسمی میں فتور آجاتا ہے تو گناہوں میں بھی کمی ہوجاتی ہے پس جب انسان محض خدا تعالیٰ کے لیے بھوکے اور پیاسے ہوتے اور گناہوں کو ترک کرتے ہیں تو ان کے لیے رحمت الٰہی جوش میں آتی ہے اور بہشت کے دروازے ان کے لیے کھل جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند ہونا بھی کہ جب گناہ کا دروازہ ہی بند ہوگیا جس کے باعث غضب الٰہی کی آگ بھڑکتی ہے تو بے شک دوزخ کے دروازے بھی بند ہوجائیں گے۔

اور شیاطین کا جکڑا جانا بھی ظاہر ہے کہ جب بنی آدم کے رگ و ریشہ و جسم میں توانائی اور شکم میں سیری ہوتی ہے تو گناہوں کی طرف بھی رغبت ہوتی ہے اور اندر سے پٹھوں اور ریشوں سے شیطانی تحریکات شروع ہو جاتی ہیں مگر جب سارے جسم میں بھوک اور پیاس کا اثر ہوا اور بحکم الٰہی شہوانی قویٰ کو روزہ کی خاطر دبا دیا جائے تو اس میں شک نہیں کہ اس طرح سے شیطان جکڑے جاتے ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں، اِنَّ الشَّيْطَانَ يَجْرِىْ مِنَ الْاِنْسَانِ مَجْرَى الدَّمِ۔

''یعنی شیطان بنی آدم کے رگ و ریشہ میں خون کی طرح جاری اور رواں رہتا ہے۔''

اس حدیث سے صاف ظاہر ہے کہ شیطان کا مقام بنی آدم کے رگ و ریشہ میں ہوتا ہے پس جب رگ و ریشہ کی قوتوں میں فتور آ جائے اور شیطانی تحریکات کا صوم کے سبب ظہور نہ ہو تو بعض کے قول پر یہی شیطان کا جکڑا جانا ہے اور ظاہر حدیث سے ظاہری جکڑا جانا معلوم ہوتا ہے دنیا میں جب کسی معزز کی آمد ہوتی ہے تو مفسدوں کو خاص طور پر نظر بند کر دیا جاتا ہے۔ پس رمضان میں خاص برکات و تجلیات کی آمد سے بھی ایسا ہی کیا جاتا ہے اور پھر بھی جو گناہ ہوتے ہیں وہ نفس کے سبب ہوتے ہیں نہ کہ شیاطین کے سبب۔

دوزخ سے نجات کی تحریر

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص نماز میں یا نماز کے علاوہ سو (۱۰۰) مرتبہ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے واسطے دوزخ سے ایک برأت تحریر کر دیں گے۔ (کنز العمال حوالہ مذکورہ)

دوسو سال کے گناہوں کی معافی

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ جو شخص دوسو مرتبہ **قل ھو اللہ احد** پڑھے‘ اللہ تعالیٰ اس کے دوسو سال کے گناہ (صغیرہ) معاف کردیں گے۔ (کنزالعمال ص۵۸۶ ج۱)

ہزاروں ملائکہ کی صف بندی

ایک روایت میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا حضور! معاویہ بن معاویہ المزنی کا انتقال ہو گیا۔ کیا آپ اس کا نماز جنازہ پڑھنا پسند کریں گے؟ (آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آمادگی ظاہر فرمائی) چنانچہ حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پر مارا جس سے (درمیان میں) نہ کوئی درخت باقی رہا اور نہ کوئی پردہ حائل رہا (درمیان کی ہر چیز) پامال ہوکر رہ گئی اور ان کا جنازہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیا گیا۔ یہاں تک کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا اور ان پر نماز جنازہ پڑھی اور فرشتوں کی دوصفوں نے بھی ان پر نماز جنازہ ادا کی۔ ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔ میں نے کہا اے جبرئیل! کس عمل کی بدولت منجانب اللہ ان کو یہ مرتبہ ملا؟

جبریل علیہ السلام نے جواب دیا **قل ھو اللہ احد** سے محبت رکھنے اور اس سورۃ کو آتے جاتے‘ کھڑے بیٹھے ہر حال میں پڑھنے کی وجہ سے ان کو یہ مرتبہ ملا ہے)۔ (کنزالعمال ص۶۰۱ جلد۱)

فائدہ: آپ بھی سورہ اخلاص کو حسب استطاعت معمول بنانے پر مذکورہ بالا فضائل اور ثواب حاصل کرسکتے ہیں‘ سورہ اخلاص یہ ہے۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ،قُلۡ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ☆ اَللّٰہُ الصَّمَدُ۔ لَمۡ یَلِدۡ وَلَمۡ یُوۡلَدۡ وَلَمۡ یَکُنۡ لَّہٗ کُفُوًا اَحَدٌ۔

ایصال ثواب زندہ ومردہ دونوں کو کیا جاسکتا ہے

ایصال ثواب برحق ہے اور یہ زندہ اور مردہ دونوں کو ہوسکتا ہے (شامی) اس لئے اپنی اولاد اور ماں باپ کو ان کی زندگی میں اور ان کے انتقال کے بعد دونوں صورتوں میں ہوسکتا ہے اور ایصال ثواب کے لئے کوئی خاص دن' تاریخ' مہینہ اور کوئی خاص نیک عمل شرعاً مقرر نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن کریم پڑھ کر یا صدقہ کر کے نفل نماز پڑھ کر یا جس وقت جو نیک کام ہو جائے اس کا ثواب پہنچانا جائز ہے۔اسی طرح ذکر کر کے' تسبیحات پڑھ کر' حج کر کے یا عمرہ کر کے یا کوئی دینی کتاب خود لکھ کر یا چھپوا کر یا مسلمانوں میں تقسیم کر کے یا وعظ ونصیحت کر کے اس کا ثواب پہنچانا بھی درست ہے۔لہٰذا اپنی جانب سے کسی خاص دن تاریخ کو یا کسی خاص طریقہ کو یا کسی خاص عمل کو ایصال ثواب کے لئے زیادہ باعث فضیلت سمجھنا یا سنت سمجھنا یا لوگوں کی لعنت وملامت سے بچنے کی غرض سے کرنا درست نہیں۔ایسی باتوں سے بچنا چاہئے اور ایصال ثواب میں شریعت کی دی ہوئی آسانی اور آزادی کو برقرار رکھنا چاہئے اور جہاں تک ہوسکے ایصال ثواب نہایت اخلاص کے ساتھ کرنا چاہئے۔نام ونمود سے اور رواجی طریقوں سے بچنا چاہئے۔

دس قرآن کریم کا ثواب

اوپر جو مختصر اعمال اور سورتوں کے فضائل لکھے گئے ہیں' اگر روزانہ ان سب کو پڑھ کر

ان کا ثواب اپنے مرحومین کو پہنچا دیا کریں تو مختصر وقت میں کم از کم دس قرآن کریم اور ایک ہزار آیات کا ثواب اور دیگر اعمال کا بے حد اجر و ثواب ملے گا اور جس کو بھی یہ ثواب بخشا جائے گا اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ ہوگا اور ایصال ثواب کرنے والے کے ثواب میں بھی کچھ کمی نہ ہوگی بلکہ دوسروں کو ثواب پہنچانے کا اس کو مزید ثواب ملے گا۔ (درمختار مع الشامیہ)

ایصال ثواب کا طریقہ

ایصال ثواب کا طریقہ یہ ہے کہ اگر اپنے والدین اور اہل وعیال کو ثواب پہنچانا ہو تو یوں کہیں:

''اے اللہ! جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب میرے والدین اور میرے اہل وعیال کو پہنچا دیجئے''

اگر سب کو ثواب پہنچانا ہو تو اس طرح کہیں

''اے اللہ! جو کچھ میں نے پڑھا ہے اس کا ثواب تمام مسلمان مردوں اور عورتوں کو پہنچا دیجئے خواہ ان کا انتقال ہو چکا ہو یا فی الحال زندہ ہوں یا آئندہ قیامت تک پیدا ہوں گے انسان جنات سب کو پہنچا دیجئے۔

جب قبرستان جائیں تو جس کی قبر پر جائیں اس کو کچھ پڑھ کر ثواب پہنچا دیں اور اس کے لئے مغفرت کی دعا کریں اور نیز بارہ مرتبہ **قل ھو اللہ احد** پڑھ کر اس قبرستان میں جتنے مسلمان مرد و عورت مدفون ہیں سب کو ثواب پہنچا دیں۔ مثلاً یوں کہہ دیں: اے اللہ! بارہ مرتبہ **قل ھو اللہ احد** پڑھنے کا ثواب اس قبرستان کے سارے مسلمانوں کو پہنچا دیجئے اور ان سب کی مغفرت فرما دیجئے اور ان پر رحم فرمائیے۔

فرائض اور واجبات کا ثواب پہنچانا منع ہے۔ البتہ نفل کاموں، نفل نمازوں، تلاوت، تسبیحات اور دوسرے غیر واجب اعمال کا ثواب پہنچانا جائز ہے۔

(شامیہ، بحوالہ چند نیکیاں اور ایصال ثواب)

ستر مرتبہ نظر رحمت ہونا

جو شخص ایک مرتبہ سورۃ فاتحہ، ایک مرتبہ آیت الکرسی اور ایک مرتبہ مندرجہ ذیل آیتیں پانچوں نماز پڑھنے کے بعد پڑھے گا، تو جنت اس کا ٹھکانہ ہوگا اور حظیرۃ القدس میں رہے گا اور اللہ تعالیٰ روزانہ اس کو ستر مرتبہ نظر رحمت سے دیکھے گا اور ستر حاجتیں اس کی پوری کرے گا اور اس کی مغفرت کرے گا۔

شَهِدَ اللّٰهُ اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِالْقِسْطِ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۔ اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ وَمَا اخْتَلَفَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ مَا جَآءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًۢا بَيْنَهُمْ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاٰيٰتِ اللّٰهِ فَاِنَّ اللّٰهَ سَرِيْعُ الْحِسَابِ۔

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔

ستر ہزار فرشتوں کی دعا

جو شخص تین مرتبہ اعوذ باللہ السمیع العلیم من الشیطان الرجیم پڑھ کر سورہ حشر کی درج ذیل آخری آیات صبح و شام ایک ایک مرتبہ پڑھے تو صبح سے شام تک اور شام سے صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لئے دعائے مغفرت کرتے رہتے ہیں اور مر جائے تو شہادت کی طرح موت لکھی جائے۔ (ترمذی، دارمی، ابن السنی)

هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لاَ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ج اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ط سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ★ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی یُسَبِّحُ لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ۔

ایک منٹ میں دو ارب اسی کروڑ کا ثواب

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد فرمایا جو شخص دس مرتبہ یہ کلمات کہے تو اللہ تعالیٰ اس کو چار کروڑ نیکیوں کا ثواب عنایت فرماتے ہیں اور رمضان المبارک میں ہر نیکی کا ثواب ستر گنا زیادہ ملتا ہے۔

وہ کلمات یہ ہیں:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ اِلٰهًا وَّاحِدًا اَحَدًا صَمَدًا لَمْ یَتَّخِذْ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدًا۔ (ترمذی ص۱۸۹ ج۱)

ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جو شخص سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ (ایک بار) کہے تو اس کے لئے ایک لاکھ چوبیس ہزار نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (کنز العمال ص۲۲۶ ج۲)

فائدہ: ہر نماز کے بعد دس مرتبہ یا ۳۳ مرتبہ پڑھ لیا کریں اور کیا ہی اچھا ہو کہ سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام پڑھ لیا کریں اور اس کے ساتھ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ بھی ملا لیا کریں۔

بے شمار گناہوں کی معافی

درج ذیل استغفار کے بارے میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو

شخص (رات کے سونے کے لئے) اپنے بستر پر آئے اور تین مرتبہ یہ کلمات کہے:

أَسْتَغْفِرُ اللهَ الَّذِیْ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ وَأَتُوْبُ إِلَیْهِ۔

اللہ تعالیٰ اس کے (سارے صغیرہ) گناہ معاف فرمادیں گے اگرچہ وہ سمندر کے جھاگ کے برابر ہوں یا مقام عالج کی ریت کے ذرات کے مساوی ہوں یا درخت کے پتوں کے برابر ہوں یا دنیا کے دن ورات کے برابر ہوں۔ (ترمذی)

تمت بالخیر

سحر، ساحرین، جنات اور شیاطین سے نجات کا مجرب نسخہ

سلسلہ کے تمام حضرات اس مضمون کو بار بار پڑھ کر حرزِ جان بنالیں اور پورا پورا استفادہ کریں۔

﴿حضرت حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے نہایت قیمتی ملفوظات﴾

﴿جنات کیسے بھاگتے ہیں؟﴾

فرمایا: سالک طریقت کی پیشانی کے نور سے مومن جنات گرویدہ ودیگر جنات وشیاطین بھاگ جاتے ہیں، یہ نور ازلی ہوتا ہے، ہر پریشانی میں موجود ہوتا ہے،لیکن مستور ہوتا ہے،نفس کی کدورت کی جھلی اس نور کو محجوب کئے ہوتی ہے۔

نفس جب کدورت سے پاک ہوتا ہے تو یہ نور منور ہوجاتا ہے،جگمگا اٹھتا ہے، ورنہ کسی اور طرح یہ حجاب نہیں اٹھ سکتا، بھاویں سوسو حیلے کرو،قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال جنات وشیاطین کو جلا دیتا ہے،کوئی بھی تاب نہیں لاسکتا۔

﴿قرآن شریف شیطان کو کیسے جلاتا ہے﴾

فرمایا: سالک جب قرآن شریف کی تلاوت میں محو ہوتا ہے قرآن مجید کے نور کے جلال سے ہمزات شیاطین لاغر نحیف اور بے بس ہوکر توبہ توبہ کرنے لگتے ہیں،قرآن کریم کی تلاوت کے نور کا جلال شیطان کو جلا دیتا ہے،تلاوت قرآن، نماز، ذکر ان تینوں میں ہر مرض سے کلی شفاء ہے،ان تینوں کی کثرت مساوی ہو یہی سلف صالحین کا نسخۂ کیمیا ہے۔

شیطان سے بچنے کا ہتھیار

فرمایا: دیکھئے بیت اللہ، اللہ تعالیٰ کا گھر ہے ابرہہ نے چاہا تھا کہ اس گھر کے اوپر قبضہ جمائے، اللہ تعالیٰ نے ابابیلوں کو مسلط کر دیا، انہوں نے کنکریاں مار مار کر اس کے پورے لشکر کو کھائے ہوئے بھس کی طرح بنا دیا، بالکل اسی طرح انسان کا دل اللہ تعالیٰ کا گھر ہے، اگر شیطان اس کی طرف قدم بڑھانا چاہے تو آپ لا الہ الا اللہ کی ضربوں سے اور اللہ اللہ کے الفاظ سے اس کے اوپر پتھروں کی بوچھاڑ کیجئے، پھر دیکھئے کہ اللہ آپ کو شیطان سے محفوظ فرما لیں گے اور قرآن پاک میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ اتَّقَوْا إِذَا مَسَّهُمْ طَائِفٌ مِنَ الشَّيْطَانِ تَذَكَّرُوا فَإِذَا هُمْ مُبْصِرُونَ۔ (سورہ الاعراف، آیت:201)

ترجمہ: بلاشبہ جنہوں نے تقویٰ اختیار کیا جب شیطان کی طرف سے کوئی خیال بھی ان کو چھوتا ہے تو وہ اللہ کا ذکر کر لیتے ہیں تو ان کی آنکھیں کھل جاتی ہیں۔

(حضرت مولانا) محمد علاء الدین صاحب قاسمی مدظلہ العالی

خلیفہ ومجاز بیعت

حبیب الامت حضرت مولانا ڈاکٹر حکیم ادریس حبان رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

خلیفہ ومجاز: حضرت حاذق الامت مولانا ذکی الدین صاحب پرنامبٹیؒ

خلیفہ ومجاز: مسیح الامت حضرت مولانا مسیح اللہ خاں صاحب جلالآبادیؒ

خلیفہ ومجاز: حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

شجرہ : سلسلۂ چشتیہ منظومہ: حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکیؒ

سلاسل اربعہ کے مشائخ کا مشاہدہ اور تجربہ ہے کہ مشائخ کا شجرہ انفرادی اور اجتماعی طور پر پڑھنے سے مصائب دور، مسائل حل اور مقاصد پورے ہوتے ہیں، اسلئے باجازت شیخ اس کا اہتمام کرنا چاہئے۔

حمد ہے سب تیری ذات کبریا کیواسطے

اوردر ود و نعت ختم الانبیا ءکیو ا سطے

اور سب اصحاب وآل مجتبی کے واسطے

رحم کر مجھ پر الٰہی اولیاء کے واسطے

بالخصوص ان اولیائے باصفاکے واسطے

مولوی اشرف علی شمس الہدی کے واسطے

حاجی امداد اللہ ذوالعطا کے واسطے

حاجی عبدالرحیم اہل غزا کے واسطے

شیخ عبدالباری شہِ بے ریا کے واسطے

شاہ عبدالہادی پیر ہدے کے واسطے

شاہ عضدالدین عزیز دوسرا کے واسطے

شہ محمد اور محمدی اتقیا کے واسطے

شہ محب اللہ شیخ باصفا کے واسطے

بوسعید اسد اہل ورا کے واسطے

شہ نظام الدین بلخی مقتدا کے واسطے

شہ جلال الدین جلیل اصفیا کیواسطے

عبد قدوس شہ صدق وصفا کیواسطے

اے خدا شیخ محمد راہنما کے واسطے

شیخ احمد عارفِ صاحب عطاء کیواسطے

احمد عبدالحق شہ ملکِ بقا کیواسطے

شہ جلال الدین کبیراولیاء کے واسطے

شیخ شمس الدین ترک باضیا کیواسطے

شیخ علاءالدین صابر بارضا کیواسطے

شہ فریدالدین شکر گنج بقا کے واسطے

خواجہ قطب الدین مقتول دلا کیواسطے

شہ معین الدین حبیب کبریا ء کے واسطے

خواجہ عثمان با شرم وحیا کے واسطے

خواجۂ مودود چشتی پارسا کے واسطے

شاہ بویوسف شہ شاہ وگدا کیواسطے

بومحمد محترم شاہِ وِلا کے واسطے

احمد ابدال چشتی باسخا کے وا سطے

شیخ ابو اسحاق شامی خوش ادا کیواسطے

خواجہ ممشاد علوی بوالعلا کیواسطے

بوہبیرہ شاہ بصری پیشوا کیواسطے

شیخ حذیفہ مرعشی شاہِ صفا کیواسطے

شیخ ابراہیم ادہم بادشاہ کیواسطے

شیخ حسن بصری امام اولیا ء کیواسطے

ہا دی عالم علی شیر خدا کیواسطے

سرورعالم محمد مصطفے کے واسطے

یاالٰہی اپنی ذاتِ کبریا کے واسطے

یاحق اپنے عاشقان باوفا کیو اسطے

یارب اپنے رحم واحسان وعطا کیواسطے

کر رہائی کا سبب اس مبتلا کیواسطے

کون ہے تیرے سوا مجھ بے نوا کیواسطے

ہے عبادت کا سہارا عابدوں کیواسطے

بخش وہ نعمت جو کام آوے سدا کیواسطے

اپنے لطف و رحمت بے انتہا کیواسطے

نوٹ: ۔ حضرت حکیم الامتؒ نے فرمایا: میں نے بہت سے درویشوں سے سنا ہے کہ بزرگوں کے نام کے شجرے تو لوگوں نے بہت لکھے ہیں، لیکن کوئی شجرہ حضرت حاجی صاحبؒ کے شجرہ سے بہتر نہیں ۔اس میں خاص درد ہے اگرچہ شاعری کے اعتبار سے بلند پایہ نہ ہو۔

☆☆☆☆☆☆

معمولات

صبح و شام

معمولات اور ان کی تعداد کم ہوں یا زیادہ مشائخ اپنے مریدین و متوسلین کو ان کے حسب احوال ارشاد فرماتے ہیں ۔راقم السطور مندرجہ ذیل طریقے پر سالکین طریقت و عاشقان حق کی رہنمائی کا ادنی فریضہ انجام دیتا ہے۔

﴿طبقۂ اولیٰ﴾

حضرت مولانا شاہ وصی اللہ الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: حضرت حکیم الامتؒ کے بعض ذاتی معمولات یہ تھے ۔تہجد کے بعد آپ اس طرح معمولات کو شروع فرماتے:

أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِی عَنْ غَیْرِکَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِکَ ________ 3،بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّ اَتُوْبُ اِلَیْه ________ 100 بار

درود شریف۔ ________ 100 بار

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه۔ ________ 200بار

اِلَّا اللّٰه۔ ________ 400,بار

اَللّٰهُ اللّٰه۔ ________ 600,بار

اَللّٰهُ۔ ________ 100 بار

تلاوت کلام پاک کم از کم ایک پارہ مع سورۂ یسین شریف۔

مناجات مقبول حضرت حکیم الامتؒ۔

ایک منزل۔

شام کے معمولات

استغفار۔ ________________ 100،بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ________________ 100،بار

درود شریف۔ ________________ 100،بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

طبقۂ ثانیہ صبح کے معمولات

أَللّٰهُمَّ طَهِّرْ قَلْبِی عَنْ غَیْرِكَ وَنَوِّرْ قَلْبِیْ بِنُوْرِ مَعْرِفَتِكَ ________ 3،بار

اَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ رَبِّیْ مِنْ كُلِّ ذَنْبٍ وَّاَتُوْبُ اِلَیْه ________ 100،بار

درود شریف۔ ________________ 100،بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ________________ 100،بار

اَللّٰہُ اللّٰہ۔ ________________ 100،بار

اللّٰہ۔ ________________ 100،بار

کم از کم سورۂ یسین شریف کی تلاوت، زیادہ سے زیادہ تلاوت کی کوئی حد نہیں۔

مناجات مقبول حکیم الامتؒ ہر روز۔ ________________ ایک منزل

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

شام کے معمولات

استغفار۔ ________________ 100،بار

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ________________ 100،بار

درود شریف۔ ________________ 100،بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

طبقۂ اولیٰ کیلئے حسب طاقت صبح میں

سورۂ اخلاص۔ ________ 100،بار

تیسرا کلمہ، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَالْحَمْدُ لِلّٰہِ وَلَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ۔ ___ 100،بار

طبقۂ اخیر کیلئے صبح کے معمولات

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ________ 33،بار

أَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ رَبِّیْ مِنْ کُلِّ ذَنْبٍ وَّأَتُوْبُ اِلَیْہِ۔ ________ 33،بار

أَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدِنِ النَّبِیِّ الْاُمِّیِّ وَآلِہٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ۔ ___ 33،بار

قرآن شریف کی تلاوت کم از کم دس آیتیں۔ زیادہ کی کوئی حد نہیں۔

شام کے معمولات

لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ۔ ________ 33،بار

استغفار۔ ________ 33،بار

درود شریف۔ ________ 33،بار

سورۂ اخلاص، سورۂ فلق، سورۂ ناس، تین تین مرتبہ۔

عشاء کی نماز کے بعد وتر سے قبل دو یا چار رکعت تہجد ہر طبقہ کیلئے۔

☆☆☆☆☆☆☆

نصیحت

جو شخص ان معمولات کو بلاناغہ پابندی سے پڑھے اور ساتھ ساتھ نماز پنجگانہ کا بھی اہتمام کرے وہ دنیا میں جہاں بھی اور جس ماحول میں بھی رہے گا ان شاء اللہ بتدریج اسے دین پر ضرور استقامت کی دولت حاصل ہوگی اور تمام بلاؤں ، بیماریوں، حوادث ،سحر، نظر بد، جن وشیاطین کے حملوں سے محفوظ رہے گا، اگر قسمت کا چھوٹا اور بدنصیب ہے تو روز بروز اس کا نصیب اچھا ہوتا چلا جائے گا، جسے تجربہ کرنا اور آزمانا ہو آزما کر دیکھ لے۔

(حضرت مولانا) **محمد علاء الدین صاحب** قاسمی مدظلہ العالی
خانقاہ اشرفیہ و مکتبہ رحمت عالم رحمانی چوک پالی گھنشیام پور ضلع دربھنگہ (بہار)
۲۹ ذی قعدہ ۱۴۴۳ھ بروز جمعرات
بمطابق ۳۰ جون ۲۰۲۲ء

مؤلف کی مشہور کتابیں

۱۔ رمضان المبارک سے محرم الحرام تک۔

۲۔ اپنے عقائد کا جائزہ لیجئے۔

۳۔ نکاح اور طلاق۔

۴۔ حج گائیڈ۔

۵۔ چالیس حدیثیں۔

۶۔ جادوٹونا، اور کہانت کا حکم۔

۷۔ دس عظیم صحابہ کرامؓ کے ایمان افروز واقعات۔

۸۔ وعظ وادب کا خزانہ۔

۹۔ عظمت قرآن۔

۱۰۔ مسائل حاضرہ۔

۱۱۔ قربانی کے ضروری مسائل۔

۱۲۔ اصلاح کا تیر بہدف نسخہ۔

۱۳۔ چراغ اصلاح۔

۱۴۔ تکبر ایک وبال ہے۔

۱۵۔ تنقید ایک بُری عادت ہے۔

۱۶۔ جنت کے حسین محلات اور لذیذ ونفیس نعمتیں۔

۱۷۔ تراویح کا پیسہ لینا جائز نہیں۔

۱۸۔ رمضان المبارک کو نفع بخش اور مقبول بنانے کے صحیح طریقے۔

۱۹۔قیامت کی آخری علامتیں۔

۲۰تصوف کی اہمیت وضرورت۔

۔غیبت ایک گندہ عمل ہے۔

۲۲۔اصلاح کے قیمتی موتی۔

۲۳۔اصلاح کے اہم نسخے۔

۲۴۔اخلاص اوراخلاق۔

۲۵۔اصلاحی واقعات جلد،اوّل۔

۲۶۔اصلاحی واقعات جلد دوم۔

۲۷۔اصلاحی واقعات جلد سوم۔

۲۸۔اصلاحی واقعات جلد چہارم۔

۲۹۔اصلاح کا مبارک سفر۔

۳۰۔قربانی کی شرعی حیثیت۔

۳۱۔پنج وقتہ نماز اوران کے ضروری مسائل۔

۳۲۔محرم الحرام تاریخ وشریعت کے آئینے میں۔

۳۳۔عہدہ ومنصب کا حریص،رسوائی اوروبال کا طالب ہے۔

۳۴۔روح اورنفس کے اوصاف احوال اورانجام۔

۳۵۔اتحادواتفاق کے بغیر آپ کی جماعت کا فیل ہونا طے ہے۔

۳۶۔علماء کرام اصلاح کی روحانی چھاؤں میں۔

۳۷۔مزارات اولیاء کرامؒ اوران کے فیوض وبرکات برحق ہیں۔

۳۸۔دعاء کا صحیح طریقہ۔

۳۹۔ رجب المرجب اور شعبان المعظم پر ایک تحقیقی مطالعہ۔

۴۰۔ عورت کا حجاب خدا کا حکم ہے۔

۴۱۔ بچے اور بچیوں کا تعلیمی و تربیتی نصاب۔

۴۲۔ رمضان المبارک کیسے گذاریں۔

۴۳۔ اسلام میں حقوق و معاملات کی نزاکت و اہمیت۔

۴۴۔ سلام کی اہمیت اور اس کے فائدے۔

۴۵۔ عذاب قبر اور احوال برزخ و دوزخ۔

﴿بیعت سے آدمی پاک صاف ہو جاتا ہے﴾

حضرت خواجہ صاحبؒ فرماتے ہیں میرا بیعت ہونے کو بہت جی چاہتا تھا، مگر ہمت نہیں ہوتی تھی کیونکہ مجھے یہ فکر دامن گیر تھی کہ اگر بیعت ہونے کے بعد بھی گناہ ہوتے رہے تو بیعت ہونے سے کیا فائدہ؟ اس لئے پہلے حضرت میرے ناپاک ہاتھوں کو اس قابل کر دیں کہ حضور کے پاک ہاتھوں میں دے سکوں، احقر کی عرض مذکور پر تمثیلاً فرمایا کہ: ایک دریا تھا اس کے پاس ایک ناپاک اور میلا کچیلا آدمی آیا اس دریا نے کہا کہ آ تو میرے پاس آجا۔ اس نے کہا کہ میری بھلا کیا مجال ہے میں تیرے پاس آسکوں، تو بالکل صاف وشفاف، میں بالکل نجس، پلید، ناپاک، دریا نے جواب دیا تو تو اس حالت میں میرے پاس آنے نہیں پاتا اور بغیر میرے پاس آئے اور میرے اندر نہائے پاک ہو نہیں سکتا، تو بس ہمیشہ کیلئے دوری ہی رہی، ارے بھائی پاک ہونے کی تدبیر بھی تو یہی ہے کہ بس آنکھیں بند کر کے بلا پس و پیش میرے اندر کود پڑ بس، پھر فوراً ہی میرے اندر سے ایک ایسی موج اٹھے گی جو تیرے سر پر ہو کر گذر جائے گی اور آن کی آن میں تیری ساری نجاستوں کو دھو کر تجھے سر سے پاؤں تک بالکل صاف کر دے گی۔ (اشرف السوانح، ج/2، صفحہ/51)

{مؤلف کا تعارف}

نام : محمد علاء الدین قاسمیؔ ابن الحاج حافظ حبیب اللہ صاحب۔

ولادت وپیدائش : مقام وپوسٹ: جھگڑوا، تھانہ جمال پور، وایا گھنشیام پور، ضلع دربھنگہ بہار (انڈیا)

ابتدائی تعلیم : ناظرہ، وحفظ، وقرأت قرآن شریف: مدرسہ عربیہ حسینیہ چلہ امروہہ ضلع مرادآباد یوپی۔

عربی اول : جامعہ قاسمیہ شاہی مرادآباد (یوپی)

عربی دوم، سوم : مدرسہ جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ (یوپی)

اعلی تعلیم : عربی چہارم تا دورۂ حدیث دارالعلوم دیوبند (یوپی)

فراغت : سنہ ۱۹۹۱ء

بعد فراغت مصروفیات

درس وتدریس : درجہ سوم تا ہفتم: مدرسہ حسینیہ شریوردھن کوکن مہاراشٹر۔

حرمین شریفین کی زیارت اور عملی سرگرمیاں: فریضۂ امامت اور جدہ اردو نیوز کے لئے کالم نگاری۔

موجودہ مصروفیات : خانقاہ اشرفیہ پالی کی ذمہ داری اور تصنیف وتالیف کے مشاغل۔

☆☆☆☆☆☆